ہفت روزہ
انٹرنیشنل
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ختم نبوۃ

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۵

...اللہ شریف اور اس پر نصب کتبوں نیز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی جالیوں کے ایمان افروز مناظر

اب تو وظیفہ یہ ہے ہمارا صلی اللہ علیہ وسلم

روشنی پھیلی نورِ حق آیا صلی اللہ علیہ وسلم
نورِ مجسم، حسن سراپا صلی اللہ علیہ وسلم

پوچھتے ہو اعجاز نبی کا صلی اللہ علیہ وسلم
چاہیں تو کر دیں مہ کو دو پارا صلی اللہ علیہ وسلم

ذرہ بنے مہرِ رشکِ تاباں شامِ الم ہو صبحِ درخشاں
ان کی نظر کی کا ایک اشارہ صلی اللہ علیہ وسلم

روحِ خلیلؑ و جانِ ذبیحؑ و نازشِ موسیٰؑ فخرِ مسیحاؑ
ہے ان کی غلامی سب کو گوارا صلی اللہ علیہ وسلم

سایہ ہے ان کا ظلِ الٰہی ان پر درود نامتناہی
درود وظیفہ ہم کو پیارا صلی اللہ علیہ وسلم

نقشِ جبینِ زہد و عبادت، نازشِ دیں طغرائے صداقت
غارِ حرا میں آپ کا سجدہ صلی اللہ علیہ وسلم

گیسوئے مشکیں سایۂ رحمت رشتۂ صفا آیۂ رحمت
شفاعت ان کی سب کا سہارا صلی اللہ علیہ وسلم

آلِ نبی ہیں کشتیٔ رحمت، سارے صحابہؓ نجمِ ہدایت
ان میں ہر ایک ہے حق کا ستارا صلی اللہ علیہ وسلم

گل کے ترانے بھول گئے ہمدم کے فسانے چھوٹ گئے
اب تو وظیفہ یہ ہے ہمارا صلی اللہ علیہ وسلم

ہفت روزہ
ختم نبوت
انٹرنیشنل

۵ تا ۱۱ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۹ جون تا ۵ جولائی | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۵

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱	نعت	۲
۲	مسئلہ ختم نبوت	۳
۳	اداریہ	۵
۴	تذکرہ حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ	۹
۵	عیدالاضحیٰ۔ اہل ایمان کیلئے لمحۂ فکریہ!	۱۲
۶	فضائل مکہ مکرمہ	۱۴
۷	فلسفۂ حج	۱۵
۸	عید قربانی کے فضائل و مسائل	۱۹
۹	برطانیہ میں قادیانی "اسلام آباد"	۱۸
۱۰	قبر مسیح کشمیر میں نہیں	۲۰
۱۱	دھر رگڑا (نظم)	۲۳
۱۲	ذکریوں کا نقلی حج	۲۴
۱۳	فتنۂ قادیانیت	۲۷
۱۴	حضرت مولانا خان محمد مدظلہ کی اپیل	۲۸

[illegible]

[illegible]

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی [illegible] پاکستان
فون نمبر [illegible]

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 71-737-8199.

زرِ تعاون

سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ممالک

بیرون ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۲۵ ڈالر

چیک/ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۴۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفسرینِ کرام اور مسئلہ ختمِ نبوت

وعد اللہ الذین امنوا ...... الی آخرہ

(سورۃ النور)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ بلاشبہ ہم تم کو زمین کا خلیفہ اور حاکم بنائیں گے جیسا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل کو بنایا تھا۔

اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے امت محمدیہ پر ایک خاص انعام کا ذکر فرمایا ہے یعنی انعام نبوت کی خلافت اور نیابت کا ہے جس کا ظہور خلفاء راشدین سے ہوا اور خلافت کے معنی نیابت اور قائم مقامی کے ہیں پس اس آیت میں امت سے نبوت کا وعدہ نہیں بلکہ نبوت کی خلافت اور نیابت کا وعدہ ہے یہ کسی آیت اور حدیث میں نہیں کہ ہم کسی کو نبوت عطا کریں گے حالانکہ اس آیت میں اس کے ذکر کا موقع تھا کیونکہ حق تعالیٰ شانہ اپنا انعام اور احسان بیان فرما رہے ہیں اگر آئندہ کسی کو نبوت ملنی ہوتی تو بجائے خلافت اور حکومت کے نبوت و رسالت کا وعدہ فرماتے معلوم ہوا نبوت ختم ہو چکی ہے صرف خلافت باقی ہے احادیث شریف کی روشنی میں اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم

(رواہ متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست اور انتظام خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے جب کسی نبی کا انتقال ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا قائم مقام ہو جاتا اور البتہ تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء اور امراء ہوں گے جو مسلمانوں کی سیاست اور انتظام کریں گے اور بہت ہوں گے۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اس وقت ہمارے لئے کیا حکم ہے یعنی جب خلفاء بہت ہوں تو اس وقت ہم کیا کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس سے بیعت کر چکے ہو اس کی بیعت کو پورا کرو اطاعت کا حق ان کا مقدم ہے اور ان کی اطاعت میں کوتاہی مت کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود ان سے حق رعیت کے متعلق سوال کرے گا۔ تفسیر معارف القرآن اس حدیث کے علاوہ ایک اور واضح حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جو عقیدہ ختم نبوت کے لئے واضح اور محکم ترین دلیل ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین

(صحیح بخاری ص ۵۰۱ ج ۱ و صحیح مسلم ص ۲۴۸ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر خوش ہونے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی تو آپ نے فرمایا میں وہی کونے کی آخری اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔

ان احادیث سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے۔ پس ان قرآنی آیات اور احادیث کے باوجود جو کوئی مدعی نبوت ہو گا شریعت اسلامیہ کی رو سے وہ اسلام سے باغی اور مرتد ہے۔ دین اسلام کے ایک اساسی عقیدہ میں تاویل کر کے خود کو ہلاکت میں ڈالتا ہے احادیث اور اجماع امت کی روشنی میں مدعی نبوت کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جائے گا جو سلوک خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روا فرمایا تھا مدعی نبوت مرتد اور واجب القتل ہے۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں۔ دعوی النبوۃ بعد نبینا کفر بالاجماع۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

اصلی حج کے مقابلہ میں نقلی حج

مرزا قادیانی نے خود یہ دعویٰ کر کے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں اور آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ کا مصداق میں ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں خود کو لاکھڑا کیا اور پھر یہ کہہ کر تمام انبیاء کرام سے مجھ پر ایمان لانے کا عہد لیا خود کو تمام انبیاء کرام سے بھی بڑھ کر ثابت کرنے کی جسارت کی۔

اسی طرح اس ملعون نے حج بیت اللہ کی اہمیت اور عظمت کو گھٹانے کی بھی ناپاک کوشش کی اور قادیان دارالشیطان کو مکہ معظمہ کے مقابلے میں لاکھڑا کیا۔ یہ مقدس مہینہ جہاں قربانی کا ہے وہاں حج بیت اللہ کا بھی ہے جس میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں مسلمان حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ پاک تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شاداں و فرحاں جاتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش و مغفرت کے لئے اپنے رب کے حضور رو رو کر اور گڑگڑا کر دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس عظیم سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

مغربی استعمار کی اول دن سے یہ کوشش رہی ہے کہ خانہ کعبہ کی عظمت کو کم کیا جائے تاکہ مسلمان وہاں نہ جا سکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری سے چند دن پہلے ابرہہ نامی ایک بادشاہ نے خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ایک گھر تعمیر کیا اور لوگوں کو اس کا طواف کرنے کا حکم دیا۔ ایک باغیرت نوجوان نے اس میں پاخانہ کر دیا اور رات آگ لگا دی جس پر ابرہہ غصے سے تلملا اٹھا اور ہاتھیوں کی فوج ظفر موج لے کر بیت اللہ شریف کو گرانے کے لئے مکہ معظمہ پہنچ گیا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوٹے چھوٹے پرندے جن کا نام قرآن پاک میں ابابیل ہے فوراً آسمان پر نمودار ہوئے ان کے منہ اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں انہوں نے کنکریوں کی بارش شروع کر دی ان کنکریوں نے ابرہہ کی فوج کا یہ حال کر دیا جیسے کھایا ہوا بھوسہ ہوتا ہے اس طرح چھوٹے چھوٹے پرندوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی۔

یہ تو ماضی بعید کا واقعہ ہے کہ جب ایک گروہ نے عین حج کے ایام میں بیت اللہ شریف پر قبضہ کیا اور وہ انتہائی ذلت و نامرادی کی موت مرے۔ جب نصاریٰ کو ہر طرح سے مایوسی ہوئی تو انہوں نے آج سے سو سال پہلے مرزا غلام قادیانی دجال کو کھڑا کیا جس نے نبوت کے دعوے کے ساتھ ساتھ قادیان کی ملعون بستی کو ارض حرم قرار دے دیا اور اسے حرم شریف کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا وہ کہتا ہے۔

زمین قادیان اب محترم ہے ——— ہجوم خلق سے ارض حرم ہے ——— در ثمین

مرزا قادیانی براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ پر لکھتا ہے۔

بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ میں مذکورہ بالا (ومن دخلہ کان آمنا) اسی مسجد کی صفت میں بیان کیا گیا ہے۔"

مذکورہ بالا آیت کریمہ خانہ کعبہ کے متعلق ہے چنانچہ یہ بات مولوی محمد علی لاہوری نکات القرآن حصہ سوم صفحہ ۲۹ پر بیان کرتا ہے۔

"ومن دخلہ کان آمنا" (القرآن) یعنی یہ ایک امن کا مقام ہے یہ بھی خصوصیت ساری دنیا میں صرف خانہ کعبہ کو ہی حاصل ہے وہ امن کا مقام ہے۔

لیکن مرزا قادیانی اس آیت کو اپنی عبادت گاہ پر چسپاں کر رہا ہے جو قرآن پاک کی آیت میں سراسر معنوی تحریف ہے اور خانہ کعبہ کی عظمت کو گھٹانے کی ناپاک کوشش ہے

اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۷۰، ۲۹ دسمبر ۱۹۱۵ء میں لکھا ہے۔

"امامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں نہیں سما سکتا تو گلیوں اور دکانوں اور راستوں تک میں نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں اور ارض حرم کے چار مصلوں کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔"

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا محمود نے قادیانی جماعت کے سالانہ جلسہ کو ظلی حج قرار دیا ہے الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۶۹، یکم دسمبر ۱۹۳۲ء وہ ایک سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

باقی صفحہ ۳۹ پر

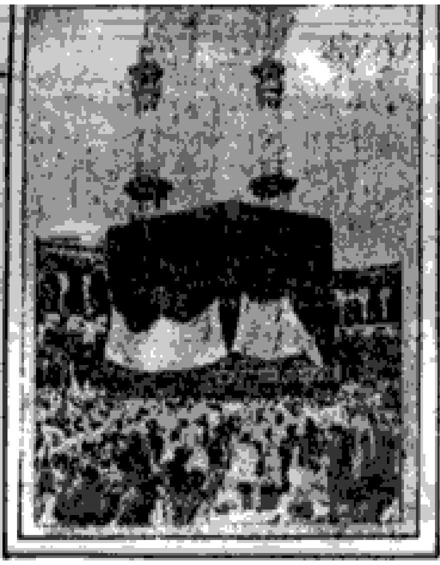

تذکرہ

حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ

تلخیص قصص القرآن

حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام

تاریخ اور تورات دونوں حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ بتاتے ہیں اور قرآن عزیز کے اعتبار سے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کے والد کا نام آذر ہے اس سلسلہ میں علماء مفسرین اور مغربی مستشرقین و محققین نے بڑی طویل بحثیں کی ہیں لیکن ان میں اختیار کردہ تکلفات باردہ ہیں اس لئے کہ قرآن عزیز نے جب صراحت کے ساتھ آذر کو اب ابراہیمؑ (ابراہیمؑ کا باپ) کہا ہے تو پھر علماء انساب اور بائیبل کے تخمینی قیاسات سے متاثر ہو کر قرآن عزیز کی یقینی تعبیر کو مجاز کہنے یا اس سے بھی آگے بڑھ کر قرآن عزیز میں نحوی مقدرات ماننے پر کون سی شرعی اور حقیقی ضرورت مجبور کرتی ہے صاف اور سیدھا معاملہ ہے کہ جو قرآن عزیز نے کہا اس کو تسلیم کیا جائے خواہ وہ نام ہو یا لقب ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات کے ساتھ ان کے برادر زادہ حضرت لوط علیہ السلام اور اول الذکر کے بیٹوں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے واقعات بھی وابستہ ہیں ان تینوں پیغمبروں کے تفصیلی حالات ان کے تذکروں میں بیان کئے گئے ہیں یہاں صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات کے ضمن میں کہیں کہیں ذکر آئے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظمت شان کے پیش نظر جو انبیاء و رسل کے درمیان ان کو حاصل ہے قرآن عزیز میں ان کے واقعات کو مختلف اسلوب کے ساتھ جگہ جگہ بیان کیا گیا ہے ایک مقام پر اگر اختصار کے ساتھ ذکر ہے تو دوسری جگہ تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے ایک مقام جگہ مختلف شؤون و اوصاف کے پیش نظر ان کی شخصیت کو نمایاں کیا گیا ہے۔

تورات یہ بتاتی ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) عراق کے قصبہ اور کے باشندے اور اہل فدان میں سے تھے اور ان کی قوم بت پرست تھی جب کہ انجیل برنباس میں تصریح ہے کہ ان کے والد نجاری کا پیشہ کرتے اور اپنی قوم کو مختلف قبائل کے لئے لکڑی کے بت بناتے اور فروخت کیا کرتے تھے

مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شروع ہی سے حق کی بصیرت اور رشد و ہدایت عطا فرمائی تھی اور وہ یقین رکھتے تھے کہ بت نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ کسی کی پکار کا جواب دے سکتے ہیں اور نہ نفع و نقصان کا ان سے کوئی واسطہ اور نہ لکڑی کے کھلونوں اور دوسری بنائی ہوئی چیزوں کے اور ان کے درمیان کوئی فرق واقعیات ہے وہ صبح و شام آنکھوں سے دیکھتے تھے کہ ان بے جان مورتیوں کو میرا باپ اپنے ہاتھوں سے بناتا اور گھڑتا رہتا ہے اور جس طرح اس کا دل چاہتا ہے ناک کان، آنکھیں اور جسم تراش لیتا ہے اور پھر خریدنے والوں کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے تو کیا یہ خدا ہو سکتے ہیں یا خدا کے مثیل و ہمسر ہو سکتے ہیں۔؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ قوم بت پرستی ستارہ پرستی اور مظاہر پرستی میں اس قدر غرق ہے کہ خدائے برتر کی قدرت مطلقہ اور اس کی احدیت و صمدیت کا تصور بھی ان کے دلوں میں باقی نہیں رہا۔ اور ان کے لئے خدا کی وحدانیت کے عقیدہ سے زیادہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں رہی تب انہوں نے کمر ہمت چست کی اور ذات واحد کے بھروسے پر ان کے سامنے دین حق کا پیغام رکھا اور اعلان کیا:

اے قوم! یہ کیا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش میں مشغول ہو گئے ہو تم اس قدر خواب غفلت میں ہو کہ جن بے جان لکڑی کو اپنے آلات سے تیار کر لیتے تیار کرتے ہو اگر وہ مرضی کے مطابق نہ بنیں تو ان کو توڑ کر دوسرے بنا لیتے ہیں بنا لینے کے بعد پھر ان ہی کو پوجتے اور نفع و ضرر کا مالک سمجھنے لگتے ہو تم ان خرافات سے باز آجاؤ۔ خدا کی توحید کے نغمے گاؤ اور اسی ایک مالک حقیقی کے سامنے سر نیاز جھکاؤ جو میرا، تمہارا اور کل کائنات کا خالق و مالک ہے مگر قوم نے اس کی آواز پر مطلق کان نہ دھرا اور چونکہ گوش حق نیوش اور نگاہ حق بین سے محروم تھی اس لئے اس نے جلیل القدر پیغمبر کی دعوت حق کا مذاق اڑایا اور زیادہ سے زیادہ تمرد و سرکشی کا مظاہرہ کیا۔

حضرت ابراہیمؑ کی ناسازی طبع

ابراہیم علیہ السلام کے واقعات میں قرآن عزیز نے اس موقع پر جب کہ ابراہیم علیہ السلام اور قوم کے بعض افراد کے درمیان میلے کی شرکت کے لئے گفتگو ہو رہی تھی ابراہیم علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے "قَالَ إِنِّي سَقِيمٌ" (ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں بیمار ہوں) اس جملہ میں ایک خالی الذہن انسان ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ اس میں جھوٹ کا شائبہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں ذکر "علالت طبع" کا ہے جس کو ابراہیم علیہ السلام ہی خوب جان سکتے ہیں اس میں دوسرے کو خواہ مخواہ شک اور تردد کا کون سا موقع ہے حتیٰ کہ اگر ایک شخص ظاہر میں لوگوں میں تندرست نظر آ رہا ہو تب بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ واقعی تندرست ہے ہو سکتا ہے کہ اس کا مزاج کسی وجہ سے معتدل نہ ہو اور ایسی تکلیف میں مبتلا ہو جس کا اظہار کئے بغیر دوسرا اس کو سمجھ نہ سکے۔

بتوں کی شکست و ریخت

بتوں کی شکست و ریخت کے سلسلہ میں جب ابراہیم

وعلیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا جواب ان الفاظ میں منقول ہے:۔

"ابراہیم نے کہا بلکہ ان میں سے سب سے بڑے بت
نے کیا ہے پس ان سے پوچھو اگر یہ بول سکتے ہیں"
(انبیاء ۶۲-۶۳)

اس جواب میں جھوٹ کا شائبہ اس لیے نہیں ہو سکتا کہ
دو مختلف الخیال فریقوں میں اگر مناظرہ اور تبادلہ خیالات
کی نوبت آجاتی ہے تو معقول طریقہ شناس یہی اس حقیقت
سے آگاہ ہے کہ اپنے حریف کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنے اور
لاجواب کر دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے اس کے مسلمات میں
سے کسی مسلم عقیدہ کو صحیح فرض کرکے اس طرح اس کا استدلال
کرے کہ اس کا ثمرہ اور نتیجہ حریف کے خلاف اور اپنے موافق
ظاہر ہو۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہی کیا۔ ان کی قوم کا یہ عقیدہ
تھا کہ ان کے دیوتا سب کچھ سنتے اور ہماری مرادوں کو پورا
کرتے ہیں اور وہ اپنے پجاریوں اور معتقدوں سے خوشی اور اپنے
دشمنوں اور مخالفوں سے سخت انتقام لیتے ہیں۔ ابراہیم علیہ
السلام نے جب ان دیوتاؤں کو توڑ ڈالا تو بڑے بت کو چھوڑ
دیا۔ آخر جب پوچھ گچھ کی نوبت آئی تو انہوں نے مناظرہ کا
وہی اسلوب اختیار کیا جس کا ذکر ہو چکا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ
کاہنوں، پجاریوں اور ساری قوم کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ ہم ہی
غلطی پر ہیں اور بتوں میں گویائی کی طاقت نہیں ہے لہٰذا اپنی
ملامت بھی اور بتوں کی شکست وریخت سے متعلق جملوں میں
ایک بات بھی ایسی نہیں ہے جس کو حقیقتاً یا صورۃً جھوٹ
کہا جا سکے۔

حضرت سارہؓ سے متعلق حضرت ابراہیمؑ کا بیان

تیسری بات حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث کے متعلق ہے
جس میں مذکور ہے کہ ابراہیمؑ کا جب مصر سے گزر ہوا تو انہوں
نے مصر پہنچنے سے پہلے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت سارہؓ سے
فرمایا کہ یہاں کا بادشاہ جابر و ظالم ہے اگر کسی حسین عورت
کو دیکھتا ہے تو اس کو زبردستی چھین لیتا ہے اور اس کے
ساتھی مرد کو اگر وہ اس عورت کا شوہر ہے تو قتل کر ڈالتا
ہے اور اگر کوئی دوسرا عزیز ہے تو اس سے کوئی تعرض نہیں
کرتا۔ تم چونکہ میری دینی بہن ہو اور اس سرزمین میں میرے
اور تمہارے علاوہ دوسرا کوئی مسلمان نہیں ہے اس لیے تم
اس سے کہہ دینا کہ یہ میرا بھائی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور
جب شب میں اس نے ارادہ بد کیا تو اس کا ہاتھ شل ہو کر رہ
گیا اور وہ کسی طرح حضرت سارہ کو ہاتھ نہ لگا سکا یہ دیکھ کر
اس نے سارہؓ سے کہا، اپنے خدا سے دعا کر کہ میرا ہاتھ درست
ہو جائے تو میں تجھ کو رہا کر دوں گا۔ سارہؓ نے دعا کی مگر اس
نے پھر ارادہ بد کیا۔ دوبارہ اس کا ہاتھ شل ہو گیا تیسری
مرتبہ پھر یہی تمام قصہ پیش آیا تب اس نے کہا کہ معلوم ہوتا
ہے یہ "جن" ہے انسان نہیں ہے اس کو میرے پاس سے لے
جاؤ اور ساتھ ہی ہاجرہؓ کو حوالہ کر کے کہا کہ اس کو بھی اپنے
ساتھ لے جاؤ، میں نے تیرے حوالہ کیا جب سارہ ہاجرہ کو ساتھ
لیکر حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں تو انہوں نے حال دریافت
کیا اور سارہؓ نے سارا کہہ دیا اور کہا شکر ہے خدا کے
عزوجل کا کہ اس نے ہم کو اس فاسق و فاجر سے نجات
دی، اور آپ کے لیے ایک خادمہ اور ساتھ کر دی"۔
اس مضمون کی احادیث مختلف حدیث کی کتابوں میں منقول
ہیں۔ مصنف کتاب مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیو
ہارویؒ نے تفصیلی گفتگو کے بعد اور ثانیاً یہ لکھا ہے
"صدق لسانی" انبیاء علیہم السلام کی غیر منفک اور
عصمت نبی کے لئے ایک ضروری صفت ہے نیز جب کہ
خصوصیت کے ساتھ قرآن عزیز نے ابراہیم علیہ السلام
کے متعلق حسب ذیل امتیازات کی صراحت کے ساتھ ذکر
فرما دیا ہے تو پھر ان کے ساتھ صورۃً بھی کذب کی
نسبت کیسی؟

"اور یاد کر کتاب میں ابراہیم کو بے شک تھا
وہ صدیق، صادق القول نبی" (مریم ۴۱)

صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس ہستی پر اس کا اطلاق
کیا جاتا ہے جو صدق میں کامل اور حقیقی صفت ہو
کے بعد مصنف موصوف اپنی رائے لکھتے ہیں]

"عصمت پیغمبر کا مسئلہ بلاشبہ اصول دین اور مہمات
مسائل میں سے ہے بلکہ دین و مذہب کی صداقت کی اساس
و بنیاد صرف اسی ایک مسئلہ پر قائم ہے کیونکہ یہ تسلیم کر
لینے کے بعد کہ بعض حالات میں نبی اور پیغمبر بھی کذب کی
کوئی نہ کوئی شکل و صورت اختیار کر سکتا ہے خواہ وہ حمایت
حق ہی میں کیوں نہ ہو اس کی دی ہوئی تعلیم پر سے اعتماد اٹھ
جاتا ہے کہ اس کا کون سا جزء اپنی حقیقی مراد کے ساتھ وابستہ
ہے اور کون سا کذب کے رنگ میں رنگا ہوا اور اگر یہ مان لیا
جائے تو پھر دین، دین نہیں رہ سکتا اور مذہب مذہب
اس لیے قرآن عزیز کا یہ مخصوص عقیدہ عصمت پیغمبر
اپنی جگہ غیر متزلزل اور غیر قابل عقیدہ ہے اور اس لیے
ہر وہ شبہ جو اس عقیدہ کی صداقت پر حرف گیری کا باعث ہے وہ
خود اپنی جگہ یا قابل رد و انکار ہے یا اپنی صحت تعبیر کے لئے
جواب دہ۔"

حضرت ہاجرہؓ کی حیثیت :۔

تمام روایات سے اس قدر یقینی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت

ضروری اعلان

جماعتی احباب متوجہ ہوں

(۱)۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو حساب کتاب اور دفتری امور کے ماہر ایک خوشنویس تعلیم یافتہ معاون خازن کی ضرورت ہے۔
(۲) دفتر مرکزیہ ملتان کو مسجد کی دیکھ بھال، مسجد کے نظام اور مرکزی دفتر کے لیے دو خادموں کی ضرورت ہے۔ جماعتی حلقے سے جو حضرات اپنی خدمات پیش کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ ملتان شہر اور ملحقہ اضلاع کے حضرات کو ترجیح دی جائے گی۔ پتہ یہ ہے:۔

(حضرت مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

ابراہیمؑ اپنی بیوی سارہؓ اور اپنے برادر زادہ حضرت لوطؑ کے ساتھ مصر تشریف لے گئے اور یہ وہ زمانہ ہے جب کہ مصر کی حکومت ایسے خاندان کے ہاتھ میں ہے جو سامی قوم سے تعلق رکھتا تھا اور اسی طرح حضرت ابراہیمؑ سے نسبی سلسلہ میں وابستہ تھا یہاں پہنچ کر ابراہیمؑ اور فرعون مصر کے درمیان ضرور کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جس سے اس کو یقین ہو گیا کہ ابراہیمؑ اور اس کا خاندان خدا کا مقبول اور برگزیدہ خاندان ہے یہ دیکھ کر اس نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی بیوی حضرت سارہؓ کا بہت اعزاز کیا اور ان کو ہر قسم کے مال و منال سے نوازا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے خاندانی رشتہ کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے اپنی بیٹی ہاجرہ کو بھی اُن کی زوجیت میں دے دیا جو اس زمانہ کے رسم و رواج کے اعتبار سے پہلی اور بڑی بی بی کی خدمت گزار قرار پائیں چنانچہ یہود کی معتبر روایات کے مطابق حضرت ہاجرہ شاہ مصر فرعون کی بیٹی تھیں لونڈی اور باندی نہیں تھیں تورات کا ایک معتبر مفسر ربی سولومن کتاب پیدائش باب آیت نمبر کی تفسیر میں لکھتا ہے۔

"جب اس نے (فرعون شاہ مصر نے) سارہ کی وجہ سے کرامات کو دیکھا تو کہا میری بیٹی کا اس کے گھر میں (لونڈی) ہو کر رہنا دوسرے گھر میں ملکہ ہو کر رہنے سے بہتر ہے"

دوسرے عربی زبان میں ہاجرہ کے معنی کے پیش نظر زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ چونکہ یہ اپنے وطن مصر سے جدا ہو کر یا ہجرت کر کے حضرت ابراہیمؑ کی شریک حیات اور حضرت سارہ کی خدمت گزار بنیں اس لئے ہاجرہ کہلائیں اور تورات میں ہاجرہؓ کو صرف اس لئے لونڈی کہا گیا کہ شاہ مصر نے ان کو سارہؓ اور حضرت ابراہیمؑ کے سپرد کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ وہ سارہؓ کی خدمت گزار رہے گی یہ مطلب نہ تھا کہ وہ واقعی باندی "جاریہ" ہیں

سورۂ ممتحنہ میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا

سورۂ ممتحنہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک خاص دعا اس طرح ہے

"اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں کے لئے فتنہ نہ بنا جو کافر ہیں" (الممتحنہ ۵۔۶۰)

ان دو میں جو قابل توجہ بات ہے کہ اس دعا کی مراد

کراچی

امن کا شہر تھا یہ کراچی کبھی
اب جہاں چین پانا یقینی نہیں
صبح نکلے جو گھر سے تو پھر شام کو
لوٹ کر گھر میں آنا یقینی نہیں

تصدق حسین قریشی

کیا ہے؟ اور وہ حضرت ابراہیمؑ کافروں کے لئے فتنہ نہ بننے سے متعلق کیا خواہش رکھتے ہیں؟۔

اصطلاح میں "امتحان" آزمائش اور پرکھ کو "فتنہ" کہا جاتا ہے اور اسی لئے حضرت انسان پر جو شدائد و مصائب آتے ہیں وہ اسی مناسبت سے "فتنہ" کہلاتے ہیں قرآن حکیم نے بھی "مال" "اولاد اور منصب جاہ" کو اسی معنی کے پیش نظر فتنہ کہا جاتا ہے اور صاف صاف اعلان کیا ہے کہ صادق و کاذب کی جانچ کے لئے مومن کو اس کسوٹی پر ضرور پرکھا جاتا ہے۔

علمائے حق نے حضرت ابراہیمؑ کی متذکرہ بالا دعا سے متعلق سوالات کو کئی طرح حل کیا ہے ان سب میں زیادہ قابل توجہ جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان جامع کلمات میں بارگاہ حق سے اس کے طالب ہیں کہ خدایا! تو ہم کو کافروں کے ہاتھوں آزمائش کے لئے نہ چھوڑ دینا کہ وہ ہم کو ایمان سے برگشتہ اور کفر کے قبول کرنے کے لئے طرح طرح کے مصائب و آلام کا شکار بنائیں اور جبر و ظلم کے ذریعہ راہ سے بے راہ بنانے پر آمادہ و دلیر ہو جائیں گویا یہ ایک ایسے باخدا انسان جلیل القدر پیغمبر عظیم المرتبت ہادی کی بارگاہ الٰہی میں دعا ہے جو اپنی انسانی کمزوریوں پر بھی نظر رکھے ہوئے ہے اور حضرت حق کے سامنے دست طلب دراز کر رہا ہے کہ ہم پر وہ وقت کبھی نہ آئے کہ کفر کی شوکت و طاقت اس طرح کھیل ڈالے کہ ہم سے عدل کی توقع نہ رہے اس سخت اور کڑی آزمائش میں مبتلا ہو کر حق و باطل میں امتیاز کھو بیٹھیں

سورۂ شعراء میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا

سورۂ شعراء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا مذکور ہے۔

"میرے پروردگار! اور جس طرح لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو اس دن مجھ کو رسوا نہ کرنا"

اس دعا سے متعلق ایک حدیث کا مضمون اس طرح سے ہے کہ:۔

"حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے والد (آزر) کو پراگندہ حال اور روسیاہ دیکھیں گے تو فرمائیں گے: پروردگار دنیا میں تو نے میری اس دعا کو قبول فرمایا تھا کہ مجھ کو رسوا نہ کیجیو کہ میدان حشر میں اپنے باپ کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، ابراہیم میں نے کافروں پر جنت کو حرام کر دیا ہے"

(بخاری کتاب التفسیر)

مندرجہ بالا حدیث اور دیگر روایات متعلقہ کی تفصیل بیان کے بعد حافظ ابن حجرؒ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ قرآن عزیز نے حضرت ابراہیمؑ کی نمایاں خصوصیات میں سے اس صفت کا بھی اعلان کیا ہے بے شک ابراہیم علیہ السلام کی نمایاں خصوصیات میں سے اس صفت کا بھی اعلان کیا ہے بے شک ابراہیمؑ البتہ نہایت نرم دل اور بردبار تھے چنانچہ جب وہ روز قیامت میں آزر کو بُرے حال دیکھیں گے تو ان کی رافت و رحمت جوش میں آ جائے گی اور اولوالعزم پیغمبر کی طرح حقیقت حال سے باخبر ہوتے ہوئے بھی ان کی صفات کریمانہ کا اس درجہ غلبہ ہو گا کہ آ جائے گا کہ وہ آزر کے لئے طلب مغفرت پر آمادہ ہو جائیں گے اور اپنی اس دعا کی یاد دلائیں گے جو دنیا میں قبولیت کا شرف حاصل کر چکی تھی وہ یہ کہ رسوائی کا اپنی رسوائی ظاہر کر کے درگاہ حق میں اس وعدہ کا ذکر کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں یہ کہہ کر کہ کافروں پر جنت کو حرام کر دیا ہے" ابراہیم علیہ السلام کی توجہ اس جانب دلائے گا کہ اپنی اس فطری رافت و رحمت کے باوجود تم کو یہ فراموش نہ کر دینا چاہیے کہ یہ دنیا نہیں ہے عمل نہیں بلکہ روز جزا ہے اور

آخر میزان عمل و عدل قائم ہے جس کے لئے ہمارا یہ غیر متبدل قانون ابدیت کا شرف حاصل کر چکا ہے کہ کافر و مشرک کے لئے جنت میں کوئی جگہ نہیں اور یہ کہ مشرک کی رسوائی ہرگز مومن کی رسوائی کا باعث نہیں ہو سکتی تو پھر ان دونوں کے درمیان حلقہ قرابت کے مضبوط رشتے بھی کیوں قائم رہتے ہوں۔

غرض حضرت ابراہیمؑ کا یہ سوال اس لئے نہ تھا کہ وہ معاذ اللہ اس صورت حال کو غلط و بے محل سمجھ رہے تھے بلکہ ایک فطری تقاضے کے پیش نظر تھا اگرچہ تاکید قدرت کو تو نہیں بدل سکتا مگر اس شخصیت کے ملکات حسنہ اور اوصاف کریمانہ کے نمایاں کرنے کا باعث ضرور بن جاتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کا ایک اہم واقعہ

حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کے چند واقعات ان کے بیٹوں حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰق علیہ السلام سے وابستہ ہیں۔ مناسب سمجھا گیا کہ ان واقعات کو ان دونوں بیٹوں کے حالات میں ہی بیان کیا جائے یہی صورت ان واقعات کی ہے جن کا تعلق ان کے برادر زادے حضرت لوطؑ سے ہے البتہ "حیات بعد الممات" سے متعلق واقعہ یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کو حقائق اشیاء کی جستجو اور طلب کا ذوق تھا اور وہ ہر شے کی حقیقت تک پہنچنے کی سعی کو اپنی زندگی کا خاص مقصد سمجھتے تھے تاکہ ان کے ذریعہ ذات وحدہ اللہ جل جلالہ کی ہستی اس کی وحدانیت اور اس کی قدرت کاملہ کے متعلق علم الیقین کے بعد حق الیقین حاصل کر سکیں۔ اسی لئے حضرت ابراہیمؑ نے "حیات بعد الممات" یعنی مر جانے کے بعد جی اٹھنے سے متعلق خدائے تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ کس طرح ایسا کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا اے ابراہیمؑ کیا تم اس مسئلہ پر یقین و ایمان نہیں رکھتے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فوراً جواب دیا کیوں نہیں میں بلا توقف اس پر ایمان رکھتا ہوں لیکن میرا یہ سوال ایمان و یقین کے خلاف اس لئے نہیں ہے کہ میں علم الیقین کے ساتھ ساتھ عین الیقین اور حق الیقین کا خواستگار ہوں میری تمنا ہے کہ تو مجھ کو آنکھوں سے مشاہدہ کرا دے کہ "حیات بعد الممات" کی کیا شکل ہو گی۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا اگر تم اس کے مشاہدہ کی طلب ہے تو چند پرند لو اور ان کے گوشت کے ٹکڑے کر کے سامنے والے پہاڑ پر ڈال دو اور پھر فاصلہ پر کھڑے ہو کر ان کو پکارو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا جب ابراہیمؑ نے ان کو آواز دی تو ان سب کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر فوراً اپنی شکل پر آ گئے اور زندہ ہو کر حضرت ابراہیمؑ کے پاس اڑتے ہوئے چلے آئے یہ واقعہ سورہ البقرہ رکوع ۳۵ آیت ۲۶۰ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں آگے تاویلات دور از کار ہیں اور ناقابل التفات ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد اور عمر

حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کی ولادت

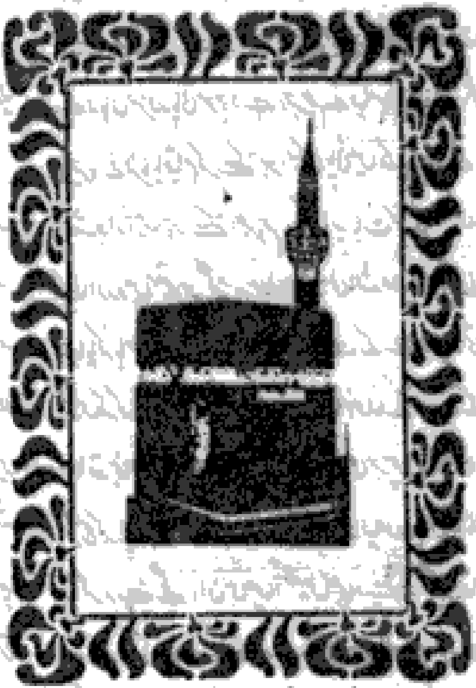

کے وقت ان کی عمر چھیاسی سال تھی اور دوسرے بیٹے حضرت اسحٰقؑ کی ولادت کے وقت ان کی عمر پورے سو سال تھی حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارہؓ اور حضرت ہاجرہؓ کے علاوہ ایک اور شادی کی تھی جس سے ان کے یہاں چھ بیٹے ہوئے ان کی نسل اپنی ماں کے نام پر بنی قطورہ کہلائی حضرت ابراہیمؑ کی کل عمر ایک سو پچھتر سال ہوئی۔ وہ حبرون (یروشلم کے قریب) میں مدفون ہیں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

ولادت: حضرت ابراہیمؑ نے مصر سے واپسی پر فلسطین میں سکونت اختیار کی۔ اس علاقہ کو کنعان بھی کہا جاتا ہے حضرت ابراہیمؑ اس وقت تک اولاد سے محروم تھے توریت کے مطابق حضرت ابراہیمؑ نے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں فرزند کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کو نسل دی یہ دعا اس طرح قبول ہوئی کہ حضرت ابراہیمؑ کی چھوٹی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہؓ حاملہ ہوئیں جب حضرت سارہؓ کو یہ پتا چلا تو انہیں بہ تقاضائے بشریت ہاجرہؓ سے رشک پیدا ہو گیا اس صورت حال سے مجبور ہو کر حضرت ہاجرہؓ ان کے پاس سے چلی گئیں توریت کے مطابق ان کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں ایک کنواں تھا اس مقام پر وہ فرشتے سے ہم کلام ہوئیں اور کنویں کا نام "زندہ نظر آنے والا کا کنواں" مشہور ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت ہاجرہؓ کے بیٹا پیدا ہوا اور فرشتہ کی بشارت کے مطابق اس کا نام اسمٰعیل رکھا گیا۔

وادی غیر ذی زرع اور ہاجرہؓ و اسمٰعیلؑ

حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش کے بعد کے حالات بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول روایت میں اس طرح بیان ہوئے ہیں۔

"ابراہیم علیہ السلام، ہاجرہ اور ان کے شیرخوار بچے اسمٰعیل کو لے کر چلے اور جہاں آج کعبہ ہے اس جگہ ایک گھنے درخت کے نیچے زمزم کے موجودہ مقام سے بالائی حصہ پر ان کو چھوڑ گئے وہ جگہ ویران اور غیر آباد تھی اور پانی کا بھی نام و نشان نہ تھا اس لئے ابراہیمؑ نے ایک مشکیزہ پانی اور تھیلی کھجور بھی ان کے پاس چھوڑی اور پھر منہ پھیر کر روانہ ہو گئے ہاجرہؓ ان کے پیچھے پیچھے یہ کہتے ہوئے چلیں اے ابراہیم تم ہم کو اس وادی میں کہاں چھوڑ کر چل دیئے جہاں نہ آدم ہے نہ آدم زاد اور نہ کوئی مونس و غمخوار، ہاجرہ بار بار یہی کہتی جاتی تھیں مگر ابراہیم علیہ السلام خاموش چلے جا رہے تھے آخر ہاجرہ نے دریافت کیا کیا تیرے خدا نے تجھ کو یہ حکم دیا ہے؟ تب حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ہاں یہ خدا کے حکم سے ہے۔ ہاجرہ نے جب یہ سنا تو کہنے لگیں اگر یہ خدا کا حکم ہے تو بلاشبہ وہ ہم کو ضائع اور برباد نہیں کرے گا اور پھر واپس لوٹ آئیں اور ابراہیم چلتے چلتے جب ایک ٹیلہ پر ایسی جگہ پہنچے کہ ان کے اہل و عیال نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو اس جانب جہاں کعبہ ہے رخ کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ

تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ

لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ (ابراہیم ۱۴ ـ ۳۷)

ترجمہ: اے ہم سب کے پروردگار! تو دیکھ رہا ہے کہ ایک ایسے میدان میں جہاں کھیتی کا نام و نشان نہیں، میں نے اپنی بعض اولاد تیرے محترم گھر کے پاس لا کر بسائی ہے کہ نماز قائم رکھیں (اگر یہ محترم گھر عبادت گزاران توحید سے خالی نہ رہے) پس تو اپنے فضل و کرم سے ایسا کر کہ لوگوں کے دل اُن کی طرف مائل ہو جائیں اور ان کے لئے زمین کی پیداوار سے سامان رزق مہیا کر دے تاکہ تیرے شکر گزار رہیں۔

ہاجرہؑ چند روز تک مشکیزہ سے پانی اور تھیلے سے کھجوریں کھاتی اور اسمٰعیلؑ کو دودھ پلاتی رہیں لیکن وہ وقت بھی آ گیا کہ پانی نہ کھجوریں تب وہ سخت پریشان ہو گئیں بھوک اور پیاس کی تھیں اس لئے دودھ بھی نہ اترتا تھا اور پھر بچہ بھوکا پیاسا رہا۔ جب حالت دگرگوں ہونے لگی اور بچہ بیتاب ہو کر رونے لگا تو ہاجرہ، اسمٰعیل کو چھوڑ کر دور جا بیٹھیں تاکہ اس حالت زار میں اس کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں کچھ سوچ کر قریب کی پہاڑی صفا پر چڑھیں کہ شاید کوئی انسان نظر آ جائے یا پانی نظر آ جائے مگر کچھ نظر نہ آیا پھر بچہ کی محبت میں دوڑ کر وادی میں آ گئیں۔ اس کے بعد دوسری جانب کی دو پہاڑی مروہ پر چڑھ گئیں۔ اور وہاں بھی جب کچھ نظر نہ آیا تو پھر تیزی سے لوٹ کر وادی میں بچے کے پاس آ گئیں۔ اور اسی طرح سات مرتبہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر پہنچ کر فرمایا کہ یہی وہ "سعی بین الصفا والمروہ" ہے جو حج میں لوگ کرتے ہیں۔ آخر میں وہ مروہ پر تھیں تو کانوں میں ایک آواز آئی چونکیں اور دل میں کہنے لگیں کہ کوئی پکار ہے، کان لگایا تو پھر آواز آئی۔ ہاجرہ کہنے لگیں اگر تم مدد کر سکتے ہو تو سامنے آؤ تمہاری آواز سن لی گئی۔ دیکھا تو وہ فرشتہ جبرئیل ہے۔ فرشتہ نے اپنا پیر یا ایڑی اس جگہ مارا جہاں زمزم ہے اس جگہ سے پانی ابلنے لگا ہاجرہ نے جب یہ دیکھا تو پانی کے چاروں طرف باڑ بنانے لگیں مگر پانی برابر ابل رہا تھا۔ اس جگہ پہنچ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ام اسمٰعیل پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو اس طرح نہ روکتیں اور اس کے چاروں طرف باڑ نہ لگاتیں تو آج وہ زبردست چشمہ ہوتا۔ ہاجرہ نے پانی پیا اور پھر اسمٰعیل کو دودھ پلایا۔ فرشتہ نے ہاجرہ سے کہا خوف اور غم نہ کر۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو اور اس بچہ کو ضائع نہ کرے گا۔ یہ مقام "بیت اللہ" ہے جس کی تعمیر اس بچہ (اسمٰعیل) اور اس کے باپ ابراہیم کی قسمت میں مقدر ہو چکی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس خاندان کو ہلاک نہیں کرے گا۔ بیت اللہ کی جگہ قریب کی زمین سے نمایاں تھی مگر پانی کا سیلاب داہنے بائیں اس حصہ کو چھوڑ کر نکل جاتا تھا۔ اسی دوران میں بنی جرہم کا ایک قبیلہ اس وادی کے قریب آ کر ٹھہرا دیکھا تو تھوڑے سے فاصلے پر پرندہ اڑ رہے ہیں۔ جرہم نے کہا یہ پانی کی علامت ہے وہاں ضرور پانی موجود ہے۔ جرہم نے قیام کی اجازت مانگی ہاجرہ نے فرمایا قیام کر سکتے ہو لیکن پانی میں ملکیت کے حصہ دار نہیں ہو سکتے۔ جرہم نے کہا یہ بات بخوشی منظور کی اور وہیں مقیم ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاجرہ خود بھی باہمی انس و رفاقت کے لئے یہ چاہتی تھیں کہ کوئی یہاں آ کر مقیم ہو اس لئے انہوں نے مسرت کے ساتھ بنی جرہم کو قیام کی اجازت دے دی جرہم نے آدمی بھیج کر اپنے باقی ماندہ اہل خاندان کو بھی بلا لیا اور یہاں مکانات بنا کر رہنے لگے۔ ان ہی میں اسمٰعیل بھی رہتے اور کھیلتے اور ان سے ان کی زبان سیکھتے۔ جب اسمٰعیل علیہ السلام بڑے ہو گئے تو ان کا طرز و انداز اور ان کی خوبصورتی بنی جرہم کو بہت بھائی اور انہوں نے اپنے خاندان کی لڑکی سے ان کی شادی کر دی۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد ہاجرہ کا انتقال ہو گیا۔"

یہ طویل روایت بخاری کی کتاب العلم اور کتاب الانبیاء میں دو جگہ منقول ہے اور دونوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسمٰعیلؑ وادی غیر ذی زرع یعنی بن کھیتی کی سرزمین مکہ میں بحالت شیر خوارگی پہنچے تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام اگرچہ ہاجرہ اور اسمٰعیل کو لے کر بیابان و صحرا میں چھوڑ آئے تھے لیکن باپ تھے نبی و پیغمبر تھے ایسی رفیقہ و بیٹے کو کیسے بھول سکتے تھے اور ان کی نگہداشت سے کیسے بے پرواہ ہو سکتے تھے وہ برابر اس بے آب و گیاہ صحرا میں آتے رہتے اور اپنے خاندان کی نگرانی کرتے رہتے تھے جیسا کہ اس حدیث کے آخری حصہ سے ظاہر ہوتا ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے بہرحال اگرچہ قرآن عزیز کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسمٰعیلؑ سرزمین مکہ میں کس سن میں پہنچائے گئے مگر صحیح روایات کہتی ہیں کہ یہ زمانہ حضرت اسمٰعیلؑ کی شیر خوارگی کا تھا اور یہی صحیح ہے۔

صالح بیوی کا کردار

حدیث متذکرہ بالا میں حضرت اسمٰعیلؑ کی ازدواجی زندگی کے متعلق اس طرح بیان ہوا ہے۔

"ابراہیم برابر اپنے اہل و عیال کو دیکھنے آتے رہتے تھے ایک مرتبہ تشریف لائے تو اسمٰعیلؑ گھر پر نہ تھے ان کی اہلیہ سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ روزی کی تلاش میں باہر گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا گزران کی کیا حالت ہے؟ وہ کہنے لگی سخت مصیبت و پریشانی میں ہیں اور سخت دکھ اور تکلیف میں۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا اسمٰعیل سے میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدیل کر دو۔ اسمٰعیل علیہ السلام واپس آئے تو ابراہیم علیہ السلام کے نور نبوت کے اثرات پائے، پوچھا کوئی شخص یہاں آیا تھا؟ بی بی نے سارا قصہ سنایا اور پیغام بھی۔ اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے باپ ابراہیم تھے اور ان کا یہ مشورہ ہے کہ میں تجھ کو طلاق دے دوں لہٰذا میں تجھ کو جدا کرتا ہوں۔

اسمٰعیلؑ نے پھر دوسری شادی کر لی ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام پھر اسمٰعیلؑ کی غیبت میں آ گئے اور اسی طرح ان کی بی بی سے سوالات کئے بی بی نے کہا خدا کا شکر و احسان ہے اچھی طرح گزر رہی ہے دریافت کیا کیا کھانے کو کیا ملتا ہے؟ اسمٰعیلؑ کی بی بی نے جواب دیا گوشت، ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا اور پینے کو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا پانی، تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی "اللہ تعالیٰ ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرمائے" اور چلتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ گھر کے دروازہ کی چوکھٹ کو محفوظ رکھنا۔ حضرت اسمٰعیلؑ آئے تو ان کی بیوی نے تمام واقعہ سنایا اور پیغام بھی سنایا۔ اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ یہ میرے باپ ابراہیم تھے اور ان کا پیغام یہ ہے کہ تو میری زندگی بھر رفیقہ حیات رہے۔" (بخاری)

ختنہ

توریت کے بیان کے مطابق جب ابراہیمؑ کی عمر ننانوے سال ہوئی اور حضرت اسمٰعیلؑ کی تیرہ سال تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ختنہ کرو۔ ابراہیمؑ نے تعمیل حکم میں پہلے اپنا

ختنہ کیں اور اس کے بعد اسمٰعیلؑ اور تمام خانہ زادوں اور غلاموں کی ختنہ کرائیں یہی رسم ختنہ آج بھی ملت ابراہیمی کا شعار ہے اور سنت ابراہیمی کے نام سے مشہور ہے۔

ذبح عظیم

مقربین بارگاہ الٰہی کو امتحان و آزمائش کی سخت سے سخت منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے پہلی منزل وہ تھی جب ان کو آگ میں ڈالا گیا تو اس وقت جس صبر اور رضا بہ قضاء الٰہی کا انہوں نے ثبوت دیا وہ انہی کا حصہ ہے اس کے بعد جب اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کو فاران کے بیابان میں چھوڑ آنے کا حکم ہوا تو وہ بھی معمولی امتحان نہ تھا اب ایک تیسرے امتحان کی تیاری ہے جو پہلے دونوں سے کہیں زیادہ زہرہ گداز اور جان گسل امتحان ہے یعنی حضرت ابراہیمؑ تین شب مسلسل خواب دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابراہیمؑ تو ہماری راہ میں اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی دے۔

انبیاء (علیہم السلام) کا خواب "رویائے صادقہ" اور وحی الٰہی ہوتا ہے اس لئے ابراہیم علیہ السلام رضا و تسلیم کا پیکر بن کر تیار ہو گئے کہ خدا کے حکم کی جلد سے جلد تعمیل کریں، مگر چونکہ یہ معاملہ تنہا اپنی ذات سے وابستہ نہ تھا بلکہ اس آزمائش کا دوسرا جزء وہ بیٹا تھا جس کی قربانی کا حکم دیا گیا تھا اس لئے باپ نے بیٹے کو اپنا خواب سنایا اور خدا کا حکم سنایا بیٹا ابراہیم جیسے مجدد انبیاء و رسل کا بیٹا تھا فوراً سر تسلیم خم کر دیا اور کہنے لگا کہ اگر خدا کی یہی مرضی ہے تو ان شاء اللہ آپ مجھ کو صابر پائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد باپ بیٹا اپنی قربانی پیش کرنے کے لئے جنگل روانہ ہو گئے باپ نے بیٹے کی مرضی پاکر مذبوح جانور کی طرح ہاتھ پیر باندھے چھری کو تیز کیا اور بیٹے کو پیشانی کے بل پچھاڑ کر ذبح کرنے لگے فوراً خدا کی وحی ابراہیمؑ پر نازل ہوئی اے ابراہیمؑ تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا، بیشک یہ بہت سخت اور کٹھن آزمائش تھی اب لڑکے کو چھوڑ اور تیرے پاس جو مینڈھا کھڑا ہے اس کو بیٹے کے بدلے میں ذبح کر ہم نیکوکاروں کو اسی طرح نوازا کرتے ہیں، ابراہیم (علیہ السلام) نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو جھاڑی کے قریب ایک مینڈھا کھڑا ہے حضرت ابراہیمؑ نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس مینڈھے کو ذبح کیا۔

یہی وہ قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسی مقبول ہوئی کہ بطور یادگار کے ہمیشہ کے لئے ملت ابراہیمی کا شعار قرار پا گئی اور آج بھی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو تمام دنیائے اسلام میں یہ شعار اسی طرح منایا جاتا ہے مگر اس پورے واقعہ سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے "ذبیح" کون ہے۔ اسمٰعیل علیہ السلام یا اسحٰق علیہ السلام؟ قرآن عزیز نے اگرچہ "ذبیح" کا نام نہیں لیا مگر جس طرح اس واقعہ کا ذکر کیا ہے اس سے بغیر کسی شک و شبہ کے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نص قرآنی اسمٰعیلؑ کو ذبیح بتاتی ہے اور یہی واقعہ اور حقیقت ہے سورۂ والصافات کی آیات ۱۰۰ تا ۱۱۳ میں اس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے

بنائے کعبہ

حضرت ابراہیمؑ اگرچہ فلسطین میں مقیم تھے مگر برابر مکہ میں ہاجرہ و اسمٰعیل کو دیکھنے آتے رہتے تھے اسی اثناء میں ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ کعبۃ اللہ کی تعمیر کرو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ سے ذکر کیا اور دونوں باپ بیٹوں نے بیت اللہ کی تعمیر شروع کر دی ایک روایت کے مطابق بیت اللہ کی سب سے پہلی اساس حضرت آدمؑ کے ہاتھوں میں رکھی گئی اور اللہ نے ان کو وہ مقام بتا دیا تھا جہاں کعبہ کی تعمیر ہوئی تھی مگر ہزاروں سال کے حوادث نے عرصہ ہوا اس کو بے نشان کر دیا تھا البتہ اب بھی وہ ایک ٹیلہ یا ابھری ہوئی زمین کی شکل میں موجود تھا یہی وہ مقام ہے جس کو وحی الٰہی نے ابراہیمؑ کو بتایا اور انہوں نے اسمٰعیل علیہ السلام کی مدد سے اس کو کھودنا شروع کر دیا تو سابق تعمیر کی بنیادیں نظر آنے لگیں انہی بنیادوں پر بیت اللہ کی تعمیر کی گئی البتہ قرآن پاک میں سابقہ حالات کا کوئی تذکرہ نہیں ہے دوسری طرف یہ حقیقت ہے کہ اس تعمیر سے قبل تمام کائنات اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں بتوں اور ستاروں کی پرستش کے لئے ہیکل اور مندر موجود تھے مگر ان سب کے برعکس صرف خدائے واحد کی پرستش اور اس کی یکتائی کے اقرار میں سر نیاز جھکانے کیلئے دنیا کے بت کدوں میں پہلا گھر جو خدا کا گھر کہلایا وہ یہی بیت اللہ ہے۔

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل سے مشیت نے تھا جس کو تاکا
کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدیٰ کا

"بے شک سب سے پہلا وہ گھر جو لوگوں کے لئے خدا کی یاد کے لئے بنایا گیا البتہ وہ ہے جو مکہ میں ہے وہ سرتاپا برکت ہے اور جہان والوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ"

(آل عمران ۳ - ۹۶)

اسی تعمیر کو یہ شرف حاصل ہے کہ ابراہیمؑ جیسا جلیل القدر پیغمبر اس کا معمار ہے اور اسمٰعیل جیسا نبی و ذبیح اس کا مزدور، باپ بیٹے برابر اس کی تعمیر میں مصروف ہیں اور جب اس کی دیواریں اونچی اٹھتی ہیں اور بزرگ باپ کا ہاتھ اوپر تک پہنچنے سے معذور ہو جاتا ہے تو قدرت کی ہدایت کے مطابق ایک پتھر کو زینہ بنایا جاتا ہے جس کو اسمٰعیل علیہ السلام اپنے ہاتھ سے سہارا دیتے اور ابراہیم علیہ السلام اس پر چڑھ کر تعمیر کرتے جاتے ہیں یہی وہ پتھر ہے جو مقام ابراہیمؑ کے نام سے موسوم ہے جب تعمیر اس حد تک پہنچی جہاں آج حجر اسود نصب ہے تو جبریل امین نے ان کی رہنمائی کی اور حجر اسود کو ان کے سامنے ایک پہاڑی سے نکال کر دیا جس کو جنت کا لایا ہوا پتھر کہا جاتا ہے تاکہ وہ نصب کر دیا جائے۔

بیت اللہ تعمیر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو بتایا کہ یہ ملت ابراہیمی کے لئے قبلہ اور جماعت سامنے جھکنے کا نشان ہے اس لئے یہ توحید کا مرکز قرار دیا جاتا ہے، تب ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی ذریت کو اقامت صلوٰۃ و زکوٰۃ کی ہدایت دے اور مناسک حج بتائے اور ان کے لئے پھلوں، میووں اور رزق میں برکت عطا فرمائے اور تمام اقطاع عالم کے لئے دلوں میں سے ہدایت یافتہ گروہ کو اس طرف متوجہ کر دے کہ وہ دور دور سے آئیں اور مناسک حج ادا کریں اور ہدایت و رشد کے اس مرکز میں پہنچ کر اپنی زندگی کی سعادتوں سے دامن بھریں۔

قرآن عزیز نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت ابراہیمؑ و اسمٰعیل کی مناجات اقامت صلوٰۃ و مناسک حج کی ادا کے لئے شوق و رغبت کے اظہار اور بیت اللہ کے مرکز توحید ہونے کا اعلان کو جگہ جگہ ذکر کیا ہے اور نئے نئے اسلوب و طرز ادا سے اس کی عظمت اور جلالت و عروج کو سورۂ آل عمران ۹۶، البقرہ ۱۲۵ تا ۱۲۹ اور الحج ۲۶ تا ۲۹، ۳۳، ۳۶ - ۳۹ میں واضح فرمایا ہے۔

عیدالاضحیٰ اہل ایمان کیلئے لمحۂ فکریہ!

مولانا محمد یوسف اشرفی استاذ تفسیر و حدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ [illegible] بھارت

انتظار کی گھڑیاں جو موت سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہیں عیدالفطر کے ختم ہوتے ہی ایک ایک لمحہ بمشکل تمام کٹ رہا تھا۔ طلوع آفتاب کے بعد جب کائنات کی ساری چیزیں اُجالے اور روشنی میں ڈوب جاتیں تو یہ انتظار رہتا کہ جلد از جلد شب پُر سکوت اپنے پر پھیلائے اور وقت کی یہ طویل ساعات پلک جھپکتے میں گزر جائیں۔ آخیر ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ آ پہنچی۔ سارے اہل ایمان مسرت و شادمانی کے موج در دریا میں غوطہ زنی کر رہے ہیں نفیس کپڑے زیب تن کیے جا رہے ہیں عطر اور دیگر خوشبوئیں لگائی جا رہی ہیں۔ کچھ لوگ مدنی آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سامنے رکھتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر پڑھتے ہوئے عیدگاہ کی جانب پاپیادہ رواں دواں ہیں اور کچھ سوار ہو کر جلد از جلد عیدگاہ پہنچنا چاہتے ہیں اور کچھ حضرات اپنے اپنے محلوں کی مساجد میں ہی عیدالاضحیٰ کا دوگانہ ادا کر رہے ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں قربانی پیش کرنے کیلئے جانور پہلے ہی خرید لیے گئے ہیں۔ بچے بھی نئی نئی پوشاکیں پہن کر اپنے اپنے کھیل میں مست ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ کب عیدالاضحیٰ کی نماز اختتام پذیر ہو اور کب ہم جانوروں کو رب العالمین کی مقدس بارگاہ میں قربان ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ لیجئے نماز عید کا سلام پھر گیا اور امام صاحب فوراً ہی عیدالاضحیٰ کا خطبہ پڑھنے کیلئے منبر پر جلوہ افروز ہو گئے نماز و خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد صاحب نصاب حضرات نے بارگاہ ایزدی میں جانوروں کو ذبح کر کے سنت ابراہیمی کو زندہ کیا۔ عیدالاضحیٰ کو بہت سے لوگ عید الضحیٰ کہہ دیتے ہیں حالانکہ یہ لفظ بالکل غلط ہے اس لیے کہ زبان عرب میں ضحیٰ کے معنی چاشت کے وقت کے ہیں۔ اور اضحیٰ کے معنی قربانی کے ہیں چونکہ اس عید میں اہل ایمان رب ذوالجلال کی مقدس بارگاہ میں جانوروں کی قربانی کرتے ہیں اس لیے عید کو عیدالاضحیٰ کہتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ کا پس منظر

ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو سارے عالم میں ہزاروں اور لاکھوں بلکہ کروڑوں جانوروں کا خون کیوں بہایا جاتا ہے اور اس قربانی کا کیا مقصد کیا ہے؟ یہ جاننے کے لیے مندرجہ ذیل سطور ملاحظہ ہوں۔

ایک شب شفیق و مہربان باپ نے جس کا انگ انگ نورِ الٰہی کا مظہر تھا، خواب میں دیکھا کہ میں اپنے لخت جگر کو ذبح کر رہا ہوں اس طرح کا خواب تین یوم تک برابر دکھائی دیتا رہا۔ تیسرے دن سپیدۂ سحر نمودار ہونے کے بعد رحم دل باپ نے اپنے نور نظر سے فرمایا کہ چلو لکڑیاں لینے جنگل چلتے ہیں۔ باپ نے رسی اور تیز چھری لی اور مقام منیٰ کی جانب چل دیا۔ راستے میں باپ نے اپنے بیٹے سے کہا۔ اے راحت جان! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہارے گلے پر چھری پھیر رہا ہوں تو بولو تمہارا کیا خیال ہے؟ مطیع اور فرمانبردار بیٹا باپ کا یہ کلام سننے کے بعد بولا۔ ابا جان! خواب میں جو کچھ حکم آپ کو دیا گیا ہے بس آپ اس کو کر گزریئے۔ آپ مجھ کو صابر پائیں گے میری جانب سے ذرہ برابر بھی آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہوگی۔ باپ نے یہ گفتگو اپنے لخت جگر کے بھولے بھالے منہ سے سنی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس شفیق باپ کو اپنے اس نور نظر سے اسی طرح کے اطاعت بھرے کلام کی توقع اور امید تھی۔

ادھر یہ دونوں باپ بیٹے مقام منیٰ کی جانب چلے اُدھر شیطان رجیم لڑکے کی ماں کے پاس آیا اور بولا تم کو معلوم ہے کہ تمہارا شوہر تمہارے لخت جگر کو لے کر کہاں گیا ہے؟ ماں بولی وہ دونوں جنگل سے لکڑیاں کاٹنے گئے ہیں ابھی جلدی آجائیں گے۔ ابلیس بولا! نہیں نہیں تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے وہ تو اسے ذبح کرنے لے گئے ہیں۔ شیطان اس طرح کہہ کر اور وسوسہ ڈال کر ماں کے دل میں رقت پیدا کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ رقت پیدا ہونے کے بعد خوب آہ و بکا کر کے نیز اپنے شوہر کو بُرا بھلا کہے اور محبت الٰہی میں وہ ناکام ہو جائے مگر ہماری جانیں قربان ایسی ماں پر، عورت ہوتے ہوئے بڑی ہی ثبات قدمی اور استقلال کے ساتھ بولی نہیں نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو وہ اپنے شگفتہ پھول کو اس طرح مسل نہیں سکتے۔ ابلیس اس پُر اعتماد جواب کو سن کر پینترا بدلا اور اپنے جال میں پھنسانے کیلئے بولا! دیکھو سنو تمہارا شوہر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو بہت رحیم و کریم ہے وہ بھلا انسانی خون کو اس طرح زمین پر بہانے کا حکم ہرگز نہیں دے سکتے لہٰذا تمہارا شوہر ہی غلطی سے اپنے بیٹے کو ذبح کر کے صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے۔ یقین و استقلال کی پیکر ماں بولی! اگر رب ذوالجلال نے میرے شوہر کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے تو پھر ان پر حکم خداوندی کی تعمیل لازمی اور ضروری ہے۔ میں اپنے لخت جگر کو راہ خداوندی میں قربان کرتی ہوں کوئی مجھ پر احسان تھوڑی کرتی۔ شیطان اس مسکت جواب کو سن کر وہاں سے بھاگا اور راستہ چلتے ہوئے لڑکے کے پاس آیا اور اس سے بولا! اے پیارے صاحبزادے! کیا تم کو معلوم ہے کہ تمہارے والد صاحب تم کو کہاں لے جا رہے ہیں؟ لڑکا بولا! ہم لوگ لکڑیاں لینے جنگل جا رہے ہیں۔ ابلیس بولا! ارے یہ تو تمہارا خام خیال ہے دیکھو سنو تم بس تھوڑی دیر کے مہمان ہو۔ تمہارا باپ تمہیں قتل کرنے کیلئے جنگل لیکر جا رہا ہے۔ لڑکا بولا ایسا کیوں؟ تو شیطان نے کہا کیونکہ تمہارا باپ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ تم کو ذبح کرنے کا حکم اس کے رب نے دیا ہے۔ ابلیس یہاں بھی اس لڑکے کو بہکا کر رونے دھونے اور شور کرنے پر برانگیختہ کر کے امتحان خداوندی میں اس کو فیل کرنا چاہتا تھا مگر یہاں [illegible] خدا اس لڑکے پر جو بولا! اگر ایسا حکم خداوندی کا ہے تو میں راہ خدا میں ذبح ہونے کیلئے تیار ہوں

اور میں اس سے ذرہ برابر بھی پیچھے ہٹنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔

ابلیس لعین کی چال یہاں بھی فیل ہوئی اور شکست خوردہ ہو کر باپ کے پاس پہنچا جو لڑکے سے ذرا آگے آگے چل رہا تھا قریب جا کر بولا! اجی شیخ صاحب! کیا پروگرام ہے؟ کہاں چلے؟ شفیق والد بولا! ذرا آگے جا کر کچھ کام ہے۔ شیطان نے بولا! میرا خیال تو یہ ہے کہ شیطان نے خواب میں تمہارے پاس آکر تم کو اپنا بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا خواب شیطان کی طرف سے ہے من جانب اللہ نہیں ہے۔ چھوڑو واپس چلو بھلا کوئی رحیم باپ اپنے ہاتھوں سے بھی اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو ذبح کر سکتا ہے؟ آؤ گھر واپس چلتے ہیں۔ باپ عقل مند تھا فوراً سمجھ گیا کہ انسان کی شکل میں یہ ابلیس مردود ہے۔ بولا! اے اللہ کے دشمن یہ سے بھاگ یہاں سے، میں اپنے خواب کو حقیقت میں بدل کر رہوں گا۔ ابلیس کو یہاں بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور وہاں سے اپنے پروگرام میں فیل ہونے پر جلتے ہوتے ہوتے رفوچکر ہو گیا۔

دونوں باپ بیٹے چلتے رہے چلتے رہے یہاں تک کہ مقام منیٰ پر ایک چٹان کے پاس آکر رک گئے۔ باپ نے اس جگہ کو مناسب سمجھا چنانچہ اپنے فرزند ارجمند کو پیشانی کے بل لٹایا اور خوب طاقت کے ساتھ اپنے بیٹے کے حلق پر چھری پھیری مگر چھری تھی کہ کھال کو کاٹتی نہ تھی۔ ادھر باپ کھال کو کاٹنے کی کوشش کر رہا تھا ادھر غیب سے آواز آئی کہ تم نے اپنا خواب سچا کر دکھلایا اور ہم نے جو تمہارا امتحان لیا تم اس امتحان میں پورے کامیاب ہو۔ فوراً ہی حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے ایک مینڈھا لائے اور باپ نے بحکم خدا اس مینڈھے کو ذبح کر دیا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ باپ، بیٹے اور ماں یہ سب کون لوگ تھے؟

باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ماں حضرت ہاجرہ علیہا الصلوٰۃ والسلام ہیں اور بیٹے سے مراد حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محبت الٰہی میں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کرنیکا عمل کیا لہذا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل اللہ (اللہ کا دوست) اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبیح اللہ (راہ خدا میں ذبح ہونے والا) کہا جاتا ہے۔ باری سبحانہ وتعالیٰ کو یہ قربانی اتنی پسند آئی کہ رب کائنات نے تمام اہل ایمان کو حکم دیا کہ وہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو راہ خدا میں جانور قربان کر کے سنت ابراہیمی کو زندہ کریں اور اس عظیم واقعہ کی یاد تازہ کر کے اپنے ایمان کو جلا بخشیں۔ رب ذوالجلال نے ہر انسان کو پیدا کر کے اپنی عبادت کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

عیدالاضحیٰ ہم کو یہ بتاتی ہے کہ محبت الٰہی میں جان سے زیادہ عزیز چیز کو قربان کر دینا چاہیے۔ عیدالاضحیٰ ہم کو یہ سبق سکھاتی ہے کہ کچھ مرتبہ حاصل کرنے کیلئے انسان کو قربان کرنا ضروری ہے خواہ وہ قربانی وقت کی ہو، جان کی ہو، مال کی

باقی صفحہ ۲۹ پر

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے آداب اور فوائد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کی زیارت سب سے افضل عبادت ہے آخرت کی بھلائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہے آپؐ نے زیارت کی ترغیب دی ہے آپؐ نے فرمایا جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا جس نے میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کرے گا اور زیارت کے علاوہ دوسرا کوئی مقصد نہ ہو تو قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

جب مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو تو راستے میں کثرت سے درود شریف پڑھتا رہے اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو خوب عاجزی پیدا کرے اور درود وسلام اور زیادہ پڑھنا چاہیئے جب مدینہ منورہ کی بستی اور عمارتیں نظر آئیں تو درود شریف پڑھ کر یہ دعا کرے۔

اللّٰھم ھذا حرم نبیک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب۔

مدینہ شریف میں داخل ہوتے وقت مستحب ہے کہ غسل کرے یا کم از کم وضو کر لے اور پاک صاف اور اچھے کپڑے پہن کر اور خوشبو لگا کر پیدل چلے اور شہر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔

بسم اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق وارزقنی من زیارۃ رسولک ما رزقت اولیاءک واھل طاعتک وانقذنی من النار واغفرلی وارحمنی یا خیر مسئول اللّٰھم اجعل لنا فیھا قرارا ورزقا حسنا۔

مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبوی میں جانے کی کوشش کرنی چاہیئے اگر کوئی ضرورت ہو تو اس سے فارغ ہو کر جلدی سے جلد روضۂ اطہر پر حاضری کی کوشش کرے۔ مسجد نبوی میں داخل ہو تو پہلے داہنا پاؤں داخل کرے اور یہ دعا پڑھے: اللّٰھم صل علی محمد وصحبہ وسلم اللّٰھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک

پھر خوب ادب کا خیال رکھ کر روضہ شریف کے پیچھے کی طرف سے ہو کر قبر شریف اور منبر کے درمیان کی جگہ کہ یہ جنت کا ٹکڑا ہے اس جگہ پر جا کر دو رکعت تحیۃ المسجد کی ادا کرے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔

صلوٰۃ وسلام پڑھتے وقت حجرۂ شریف کی جالی کو ہاتھ نہ لگائے نہ چومے کہ یہ خلاف ادب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بھی خلاف ہے اپنی وفات کے وقت آپؐ نے قبروں کی عبادت کرنے سے منع فرمایا اور یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائی تاکہ آپؐ کی امت ان کی پیروی کرنے سے بچے اور شرک سے محفوظ رہے۔

مدینہ کے باشندوں کا بھی احترام کرنا چاہیئے اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیئے مدینہ کی چیزوں میں ہرگز عیب نہ نکالنا چاہیئے اور وہاں کی تکالیف اور مصائب کو خوشی سے برداشت کر لینا چاہیئے آپؐ نے فرمایا کہ میری امت کا جو بھی شخص مدینہ میں سختی اور وہاں کی کسی بھی تکلیف ومشقت پر صبر کرے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (مسلم)

فضائلِ مکہ مکرمہ

از حضرت حسن بصریؒ ترجمہ حضرت مولانا محمد صاحب انوریؒ

"قال اللہ تعالیٰ: ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکاً وھدی للعٰلمین ○ فیہ اٰیٰت م بینٰت مقام ابراھیم ○ ومن دخلہ کان اٰمناً"

(آل عمران ع ۱۰)

"قال اللہ تعالیٰ: واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا بلداً اٰمناً وارزق اھلہ من اٰمن منھم باللہ والیوم الاٰخرۃ"

(البقرہ ع ۱۵)

یہ آیات اللہ تعالیٰ نے خاص مکہ مکرمہ کی شان میں نازل فرمائی ہیں اور کسی شہر کے متعلق اس کے سوا نازل نہیں فرمائیں ان آیات میں۔ مزید افادہ کرتا ہوں اور وہ احادیث پیش کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت مکہ اور فضائل اہل مکہ و مجاورین کے متعلق ارشاد فرمائی ہیں۔

(۱) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے بوقت ہجرت نکلے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹیلے پر ٹھہر کر فرمایا کہ اللہ کی قسم اے مکہ! میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں سے مجھے تو زیادہ محبوب ہے اور تو اللہ عزوجل کے نزدیک تمام زمین سے زیادہ محبوب ہے اور تو تمام روئے زمین پر بہترین بقعہ (ٹکڑا) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی زمین پر بہترین بقعہ (ٹکڑا) ہے۔ اگر مجھے مشرکین تجھ سے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں کبھی تیری سرزمین سے نہ نکلتا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین کو اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ سے پھیلانا شروع کیا پس اس کا نام ام القریٰ فرمایا۔ اور پہلا پہاڑ جو زمین پر رکھا گیا وہ جبل ابوقبیس تھا اور حضرت آدم علیہ السلام سے ہزار سال قبل سب سے پہلے فرشتہ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور جب کسی فرشتہ کو آسمان سے زمین کی طرف ارسال کیا جاتا ہے تو وہ فرشتہ احرام باندھ کر کعبہ منیفہ کا قصد کرتا ہے پہلے طواف کے سات شوط کرکے پھر مقام ابراہیم پر نماز ادا کرتا ہے۔ بعد ازاں جہاں جانے کا اس کو حکم تھا وہاں جاتا ہے اور جس نبی کی تکذیب اس کی قوم نے کی اس نے ان کو چھوڑ کر مکہ معظمہ کا ہی قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تا آنکہ یقین آ پہنچا (یقین سے مراد موت ہے) اور بیت اللہ کے گرد تین سو انبیاء کی قبور ہیں اور رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان ستر انبیاء مدفون ہیں۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ میزاب رحمت کے نیچے حجر میں مدفون ہیں۔ اور حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت شعیب، حضرت صالح علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی قبور زمزم اور مقام (ابراہیم) کے درمیان ہیں۔

اور روئے زمین پر کوئی اس شان کا شہر نہیں ہے کہ جمیع الانبیاء، ملائکۃ اللہ اور مرسلین اور صالحین عباد اللہ جن اور انس نے وہاں کا قصد فرمایا ہو۔ سوائے مکہ مکرمہ کے اور مکہ کے سوا بطن ارض پر کوئی مقام ایسا نہیں کہ جہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہو۔ جو شخص مکہ مکرمہ میں ایک روزہ رکھتا ہے اللہ ایک لاکھ دن کے روزوں کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص وہاں ایک نماز ادا کرتا ہے اس کی ایک لاکھ نمازیں لکھتا ہے۔ جو ایک درہم وہاں صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایک لاکھ درہم لکھتا ہے اور جو وہاں ایک دفعہ قرآن مجید ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایک لاکھ بار ختم کرنا لکھتا ہے جو شخص ایک دفعہ تسبیح کہتا ہے اللہ ایک لاکھ تسبیح لکھتے ہیں اور حرم شریف میں اگر ایک نیکی کی جائے اس کا ایک لاکھ کے برابر ثواب ملتا ہے۔ غرض ہر نیک عمل ایک لاکھ گنا لکھا جاتا ہے۔

اور میرے علم میں کوئی ایسا شہر نہیں ہے جہاں انبیاء، اولیاء، اصفیاء، اتقیاء، ابدال، صدیقین، شہداء، صالحین، علماء، فقہاء، فقراء، حکماء، زہاد، عباد، احباء، اخیار، مردوں اور عورتوں میں سے قیامت کے دن زیادہ محشور ہوں گے سوائے مکہ مکرمہ کے یہ سب لوگ قیامت کے دن محشور ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مامون ہوں گے اور حرم باری تعالیٰ میں ایک دن کا قیام نہایت افضل اور مقبول ہے بانسبت اس کے کہ حرم شریف کے سوا کسی شہر میں صوم دہر اور قیام دہر ہو اور تمام روئے زمین پر کوئی ایسا قطعہ نہیں ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سو بیس رحمتیں روزانہ نازل ہوتی ہوں سوائے مکہ مکرمہ کے ان میں ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے اور بیس کعبۃ اللہ کو دیکھنے والوں کے لیے کیونکہ کعبۃ اللہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے اور اتفاق علماء ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ایام حج میں صبح شام کعبۃ اللہ کی زیارت اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف فرماتا ہے اور قیامت کے دن اس کو اللہ کے عذاب سے امن والوں میں اٹھایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اہل مکہ کو آمنین میں اٹھائے گا۔

اور زمین پر کوئی ایسا شہر نہیں جس کی طرف جنت کے دروازے کھلتے ہوں۔ اور جنت کے دروازے آٹھ ہیں جو تمام کے تمام مکہ کی طرف کھلتے ہیں۔ پس ایک دروازہ تو میزاب کے نیچے ہے اور

ایک دروازہ رکن یمانی کے پاس ہے اور ایک دروازہ رکن اسود کے پاس ہے۔ ایک باب (دروازہ) مقام ابراہیم کے پیچھے ہے اور ایک ملتزم کے پاس اور ایک صفا پر اور ایک مروہ پر اور کعبہ میں داخل ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ داخل ہوتا ہے اور اس کی رحمت کے اور مغفرت کے ساتھ اس سے نکلتا ہے اور جو اس میں داخل ہوا سو وہ امن میں ہوگا۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن والا ہوگا (یعنی آمنا من النار) اور ایسا کوئی شہر نہیں جہاں پندرہ جگہ دعا قبول ہوتی ہو سوائے اس کے۔

(۱) کعبہ شریف کے اندر دعا قبول ہوتی ہے۔

(۲) میزاب رحمت کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے۔

(۳) حجر اسود کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

(۴) رکن یمانی کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

(۵) مقام ابراہیم کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

(۶) حطیم کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

(۷) ملتزم کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

(۸) بیر زمزم کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

(۹) صفا پر دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۰) مروہ پر دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۱) صفا اور مروہ کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۲) حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۳) منیٰ میں دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۴) دعا عرفات میں قبول ہوتی ہے۔

(۱۵) مشعر حرام میں دعا قبول ہوتی ہے۔

اے برادر عزیز! یہ پندرہ مقام قبولیت دعا کے ہیں۔ ان میں اپنی مغفرت کے لیے دعا کرنا غنیمت سمجھو اور اللہ عظیم الشان کے مشاہد کے پاس دعا میں خوب کوشش کرو۔ کیونکہ جب تو اللہ تعالیٰ کے حرم اور امان سے نکلا تو ان مشاہد کی برکات تجھ سے دور ہو جائیں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بہترین بقاع اور سب سے زیادہ طاہر و پاکیزہ اور سب سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک رکن اسود اور مقام ابراہیم کا درمیانی حصہ ہے۔ آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

باقی صفحہ ۲۳ پر

فلسفۂ حج

حجۃ اللہ البالغہ کا ایک باب

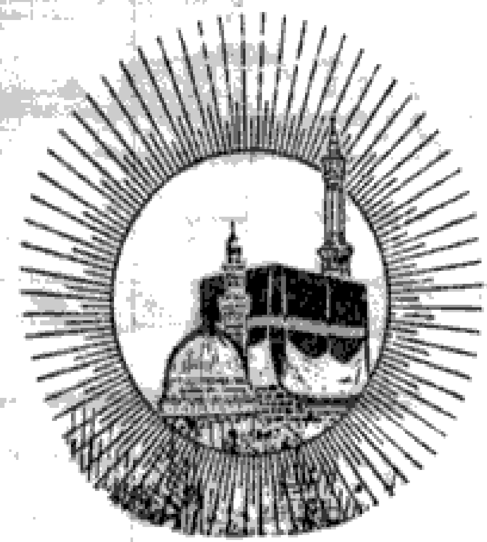

حج کی حقیقت: واضح رہے کہ حج کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کی ایک بہت بڑی جماعت کسی خاص زمانہ میں جمع ہو۔ جب کہ حضرات انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کا تذکرہ کیا جائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات سے نوازا تھا۔ (اور ان کے حالات اور خوشگوار کیفیات کی یاد دہانی کی جاتی ہے) یہ اجتماع کسی ایسے مخصوص مقام میں ہو جہاں اللہ تعالیٰ کی آیات بینات یعنی کھلی نشانیاں موجود ہوں اور آئمہ حق اور بزرگان سلف کی بڑی بڑی جماعتیں اس مقدس مقام کا قصد کرتی چلی آئی ہوں اور اس مقام کے شعائر الٰہیہ کی تعظیم کرتی رہی ہوں اور وہاں پہنچ کر خدائے قدوس کی جناب میں آہ و زاری، عجز و انکساری، خیر و برکت کی امید اور گناہوں کی مغفرت کی آرزو کرتی چلی آ رہی ہوں۔ کیونکہ جب مخلوق خاص اس طرح اور اس کیفیت کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے تو وہاں رحمت خداوندی اور مغفرت الٰہی کا نزول ضروری ہو جاتا ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "شیطان جیسا کہ عرفہ کے دن ذلیل، حقیر، خوار اور غضب ناک نظر آتا ہے کسی اور دن نظر نہیں آتا۔"

حج کی اصل اور حقیقت ہر امت میں موجود رہی ہے۔ کوئی ایک مقام ایسا ضرور رہا جس سے وہ لوگ برکت حاصل کرتے رہے۔ اور وہ اس لیے ایسا کرتے رہے کہ ان لوگوں نے اس مقام میں آیات اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی کھلی اور ظاہر نشانیاں دیکھیں اور تقرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے اپنے بزرگان سلف کی ماثور و متوارث عبادتیں اور طور طریقے مشاہدہ کیں جن کا وہ ہمیشہ سے التزام کرتے چلے آ رہے تھے کیونکہ یہ عبادتیں اور طریقے ان مقربان بارگاہ الٰہی اور ان کے مقدس حالات کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔

حج کیلئے بیت اللہ ہی کیوں مقرر کیا گیا۔

حج کے لئے موزوں اور مستحق ترین مقام وہ بیت اللہ ہے یعنی اللہ کا وہ گھر ہے جہاں آیات بینات یعنی اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانیاں موجود ہیں۔ جس کی تعمیر اللہ کے حکم اور وحی سے حضرت ابراہیم نے کی اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات وہ ذات ہے جس کے متعلق دنیا بھر کی اکثر و بیشتر قومیں خیر و نیکی کی شہادت دیتی چلی آئی ہیں۔ بیت اللہ کی اس تعمیر کے وقت یہ سرزمین بالکل بنجر، ویران اور دشوار گزار تھی کہ اس تک پہنچنا بھی لوگوں کے لیے مشکل تھا اس مقام کے سوا (دنیا میں) کوئی دوسرا مقام ایسا نہ تھا جس کا حج کیا جاتا البتہ کچھ ایسے مقامات تھے جن میں یا تو سراسر شرک ہوتا تھا، یا وہ لوگوں کے اختراع اور ایجاد تھے۔ ان کی اصلیت کچھ نہیں تھی۔

تزکیہ باطن کیلئے مقامات مقدسہ کی زیارت

طہارت نفسانیہ اور تزکیہ باطن کے لیے یہ ایک نہایت اہم چیز ہے کہ اس مقام پر پہنچا جائے جس کی تعظیم و تقدیس اللہ کے صالح اور نیک بندے ہمیشہ کرتے چلے آئے ہوں، اور جہاں قیام کر کے ذکر الٰہی سے ہمیشہ اس کو آباد کرتے چلے آ رہے ہوں۔ کیونکہ یہ امور ملاء سافل کے فرشتوں کی ہمت کو اپنی طرف کھینچتے اور ان کے ربط و تعلق کو مستحکم کرتے ہیں اور خیر و سعادت کے لیے ملاء اعلیٰ کے فرشتوں کی دعاؤں کا رخ پھیر دیتے ہیں جب انسان ایسے مقامات پر پہنچتا ہے اور وہاں رہتا، ٹھہرتا اور قیام کرتا ہے تو اس کے نفس اور دل پر مقدس مقربین بارگاہ خداوندی کا رنگ اور اثرات غالب آ جاتے ہیں اور یہ باتیں میں نے اپنی ان آنکھوں سے خود مشاہدہ کی ہیں۔

ذکر الٰہی کیلئے شعائر اللہ کا مشاہدہ اور تعظیم

باقی صفحہ ۲۳ پر

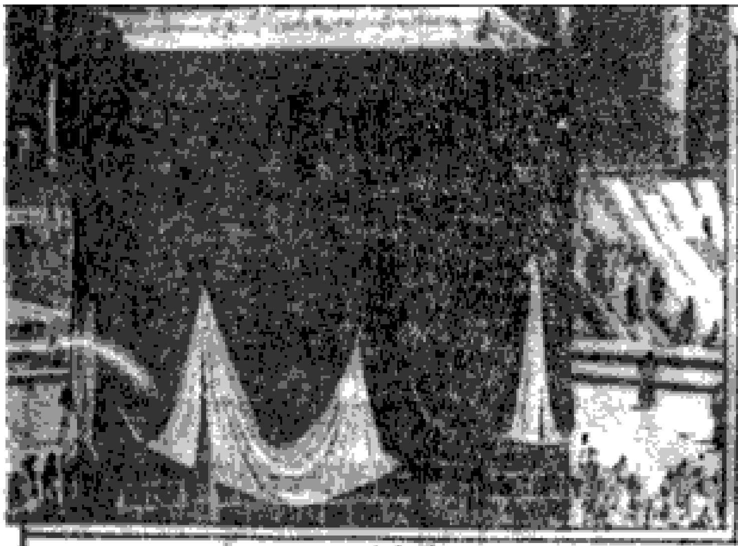

عید قربانی کے فضائل و مسائل

(از قلم: سید تنظیم حسین صاحب، کراچی)

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ جان و مال کے خالق ہوتے ہوئے بھی انسان سے فرماتے ہیں کہ ہم نے جو مال دیا ہے اس کو تم اپنی ملک سمجھ لو اور اب اپنے ارادے سے اس کا جو حصہ اخلاص و محبت کے ساتھ ہمارے بتائے ہوئے طریقے پر خرچ کرو تو اس کا ہم ہی رکھ لیں گے اور اس سے بھی زیادہ اجر دیں گے اور خیر و برکات دیں گے یہ قربانیاں بھی ذریعے ہیں مزید عنایات کی بارش کا جو انسان کو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نصیب ہوتی ہیں۔ اس لیے ان قربانیوں میں ذوق و شوق سے حصہ لینا چاہیئے اور اس کی ہر طرح سے پہلے سے تیاری کرنا چاہیئے کیونکہ ان قربانیوں سے انسان کو بے حساب فائدے دنیا اور آخرت میں ملتے ہیں اور اس میں ہچکچاہٹ کرنا نہایت درجہ کی کم نظری اور اپنے ساتھ ظلم کرنا ہے۔

مسلمانوں کا بنیادی نظریہ حیات قرآن شریف میں صاف صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا اور اس کا تاکیداً حکم ہوا کہ کھلم کھلا اعلان بھی فرما دیا لقولہ سبحانہ تعالیٰ۔

ترجمہ: تو کہہ دے مجھ کو سمجھا دی میرے رب نے راہ سیدھی دین صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا۔ اور نہ تھا شرک والوں میں۔ تو کہہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں

(سورۃ الانعام ۱۶۲ - ۱۶۳)

یعنی یہ کہ مسلمان کی صرف عبادات اور قربانیاں ہی نہیں بلکہ اس کا جینا اور مرنا سب اللہ کے واسطے ہے اور جیتے مرتے میں پوری زندگی اور زندگی کا ہر شعبہ بھی آگیا۔ جان بھی اللہ کی ملک ہے اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اللہ خالق اور مالک ہوتے ہوئے کسی نیکوکار کی جان و مال کو تباہ نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو چار چاند نہیں بلکہ ہزار چاند لگاتا ہے جیسا کہ اوپر مذکور آیات قرآن سے واضح ہے مسلمان ملت ابراہیمی کے پیرو ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی بیوی علیہا الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جذبہ ایثار اور تسلیم اور مکمل فرمانبرداری اس قدر پسندیدہ جذبہ اور معیاری اللہ تعالیٰ کے یہاں ٹھہرائی گئی امت مسلمہ کے لئے ان کی بعض قربانیاں قیامت تک کے لئے حج اور عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی شکل میں لازم قرار دے دی گئیں۔ ہر صاحب استطاعت شخص کو عمر میں ایک مرتبہ سفر حج لازم ہے اور ہر سال ہر استطاعت والے مسلمان کو خواہ وہ کہیں بھی ہو عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی لازم ہے تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے جذبہ ایثار و تسلیم و رضا کو اپنی زندگی میں عملاً پیدا اور کارفرما رکھا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم رحمت اور انعام اور نور ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ اور عید الاضحیٰ کے موقع پر صاحب استطاعت پر قربانی لازم کیا جانا رحمت ہے انعام ہے اور نور ہے۔ اور اس پر ذوق و شوق سے عمل کرنا نہ صرف لازم ہے بلکہ انتہا درجہ دنیا اور آخرت میں برکت لانے والا عمل ہے۔

قربانی کے جانور شعائر اللہ میں سے ہیں ان کے ذبح کا طریقہ اور گوشت کی تقسیم

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے قربانی کے اونٹ کو اللہ کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے تمہارے لئے ان میں فائدے ہیں پھر ان پر اللہ کا نام کھڑا کر کے لو پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں تو ان کے گوشت میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھے رہنے والے اور مانگنے والے کو بھی کھلاؤ۔ اللہ نے انہیں تمہارے لیے ایسا مسخر کر دیا تاکہ تم شکر ادا کرو۔ (الحج - ۳۶)

اللہ کے ہاں اطاعت کے جذبہ صادق کی قدر ہے

ترجمہ: اللہ کو نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ اس کا خون البتہ تمہاری فرمانبرداری اس کے پاس پہنچتی ہے اسی طرح انہیں تمہارے تابع کر دیا تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی قربانی کی اور نیکوکاروں کو خوشخبری سنا دو۔ (الحج - ۳۷)

قربانی کا طریقہ اور قربانی کی دعا۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن بڑی بڑی سینگوں

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اصلی زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
صندل اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر ۲۴۵۸۰۳

والے سیاہ و سفید گل والے خصّی کئے ہوئے دو مینڈھے قربانی کئے پھر جب اسکو قبلہ رو کر چکے تو آپ نے یہ دعا پڑھی۔

انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوٰت والارض علیٰ ملۃ ابراہیم حنیفا وما انا من المشرکین۔ ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا من المسلمین۔ اللھم منک ولک۔

اس کے بعد فرمایا کہ محمد اور ان کی امت کی طرف سے پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا۔

(رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ)

قربانی کی فضیلت قرآن و سنت کی روشنی میں

ترجمہ: پھر جب (ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ) دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیمؑ تم نے خواب کو سچا کر دکھایا بے شک ہم ایسے ہی احسان کرنے والوں کو بلند مرتبے عطا کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ صریح آزمائش ہے اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض کر دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات (رسم قربانی) اسپر چھوڑ دی۔

(الصّٰفّٰت ۱۰۳ تا ۱۰۸)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس میں ہمارے لئے کیا اجر ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے صحابہؓ نے عرض کیا پھر اون کے بدلے میں کیا ارشاد ہے؟ یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ (رواہ احمد وابن ماجہ)

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث منقول ہے کہ انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کی عبادت کے لئے عشرہ ذی الحجہ سے بہتر ایام نہیں ان دنوں میں ایک دن کے روزے کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔ اور ان کی ایک ایک رات کی عبادت کا ثواب لیلۃ القدر کی عبادت کے ثواب کے برابر ہے۔

سورہ فجر میں اللہ تعالیٰ نے جن دس راتوں کی قسم کھائی ہے ایک روایت کے مطابق وہ عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں پھر اس عشرہ کے ایام میں ۹ ذی الحجہ کے دن کو ایک خاص فضیلت حاصل ہے اس دن کا روزہ رکھنا ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے اور ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی والی رات میں جاگنا اور عبادت کرنا غیر معمولی فضیلت اور اجر کا موجب ہے۔

عیدین کی شب میں جاگنے کی فضیلت

ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دونوں عیدوں کی شب میں ثواب کی نیت سے عبادت کے لئے شب بیداری کی اس کا دل اس دن مردہ نہ ہوگا جس روز سارے قلوب مر جائیں گے۔

اصبہانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے پانچ راتوں کو عبادت کے لئے شب بیداری کی اس کے لئے جنت واجب ہے ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں رات میں اور عید الفطر کی رات میں اور شعبان کی پندرھویں رات۔

نوٹ: قمری مہینوں کی تاریخ کا آغاز مغرب کے وقت سے ہوتا ہے۔ مثلاً ۸ ذی الحجہ کی رات یعنی ۷ اور ۸ ذی الحجہ کی درمیانی شب کو ہی کہیں گے۔

تکبیر تشریق

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد تکبیر تشریق یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ایک بار مردوں کے لئے باآواز بلند اور عورتوں کے لئے آہستہ کہنا واجب ہے خواہ نماز فرض جماعت سے پڑھے یا تنہا، مسجد میں ادا کرے یا بیرون مسجد، مسافر ہو یا مقیم، آزاد ہو یا غلام، شہر میں ہو یا دیہات میں، ہر مرد اور ہر ایک پر تکبیر واجب ہے۔

یوم عید الاضحیٰ کے اعمال

عید الاضحیٰ کے دن علی الصبح اٹھنا، نماز فجر محلے کی مسجد میں با جماعت ادا کرنا، مسواک کرنا، غسل کرنا، صاف اور عمدہ کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، بغیر کچھ کھائے ہوئے نماز عید الاضحیٰ کے لئے جانا، عید گاہ کو جاتے ہوئے اور عید گاہ سے لوٹتے ہوئے راستہ میں مذکورہ بالا تکبیر باآواز بلند کہنا، عید گاہ ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس ہونا، قربانی کے بعد بال کٹوانا، ناخن ترشوانا، ناخن لینا یہ سارے عمل مسنون ہیں۔

قربانی واجب ہونے کی شرطیں

مسلمان ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا یعنی صحیح العقل ہونا، حاجات اصلیہ سے زائد ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر کسی چیز کا مالک ہونا، مثلاً چاندی، سونا یا ان کے زیورات یا نقد، مال تجارت، مسکونہ مکان کے علاوہ مکان، یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان وغیرہ ان ملکیتوں پر سال گذرا ہو یا نہ گذرا ہو قربانی اگر کسی شخص پر واجب نہیں تھی مگر قربانی کی نیت سے اس نے کوئی جانور خرید لیا ہو۔ ان سب صورتوں میں قربانی واجب ہے۔ مقیم ہونا یعنی اگر کسی پر قربانی واجب ہے مگر وہ سفر میں ہے از روئے شرع تو اس پر بھی قربانی لازم نہیں۔

ایام قربانی

سال میں صرف تین یوم ۱۰، ۱۱، اور ۱۲ ذی الحجہ قربانی کے لئے مخصوص ہیں۔ ان میں دس ذی الحجہ کو قربانی کرنا افضل ہے۔

مسئلہ

اگر کسی شخص پر قربانی واجب تھی مگر کسی عذر یا مانع کی وجہ سے قربانی نہ کر سکا تو قربانی کی رقم فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ اس لئے کہ ایام قربانی کے گزر جانے کے بعد قربانی جائز نہیں۔

قربانی کے دنوں میں قربانی کی رقم صدقہ کرنے سے واجب ادا نہیں ہوتا بلکہ قربانی ہی کرنی ہے۔ کیونکہ یہ ایک مستقل عبادت ہے اور صدقہ بھی مستقل عبادت ہے اور ایک عبادت مستقلہ دوسری عبادت مستقلہ کا بدل نہیں ہوا کرتی۔

اوقات قربانی

جن مقامات پر جمعہ و عیدین کی نماز جائز ہے۔ وہاں عید کی نماز کے بعد سے ۱۲ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے تک قربانی جائز ہے اگر ان مقامات پر نماز سے پہلے کسی نے قربانی کر دی تو واجب ادا نہیں ہوا پھر قربانی کرنی واجب ہے اور جن مقامات پر جمعہ اور عیدین جائز نہیں وہاں ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق سے قربانی کا وقت شروع ہو جاتا ہے ایام قربانی کے اوقات مذکورہ بالا کے دوران اگر کسی نے رات میں قربانی کی تو جائز ہے مگر بہتر نہیں ہے۔

قربانی کے جانور

دنبہ کے نر و مادہ ایک سالہ، گائے بھینس کے نر و مادہ دو سالہ کے سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کئے جاتے ہیں۔

باقی صفحہ ۲۵ پر

قادیانی مرکز میں 85 کے لگ بھگ یہودی دانشور بھی آباد ہیں

میں روٹی چھوڑ سکتا ہوں لیکن عورت اور شراب نہیں چھوڑ سکتا ـــــ مرزا طاہر

برطانیہ میں مرزا طاہر احمد کا نیا "اسلام آباد"

• ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا: "میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد کا غلام ہوں، پھر مسلمان اور پھر پاکستانی!"

یہ خصوصی رپورٹ ہفت روزہ زندگی و پورٹ شکریہ کے ساتھ شائع کی جارہی ہے۔ اس میں قادیانیوں کیلئے دعوت فکر ہے۔

۱۹ دسمبر ۱۹۷۹ء "گارجین" (برطانوی روزنامہ) لکھتا ہے "اس سال کے وسط میں جب بین الاقوامی شہرت یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کو طبیعیات میں جوہر کو توڑنے کے نئے اور سستے طریقے دریافت کرنے پر سٹاک ہوم میں نوبل انعام کی نصف رقم سے نوازا گیا تو ان (عبدالسلام) کے روحانی پیشوا مرزا طاہر احمد کے کہنے پر عبدالسلام نے سویڈش اخبار فولکس البرٹ لیبلٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا "میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں، پھر مسلمان ہوں اور پھر پاکستانی" اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی سیاہ اچکن، سفید پگڑی اور پاؤں کے خم دار کڑھائی دار جوتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "میرا یہ لباس مرزا صاحب (غلام احمد) کی مطابقت میں ہے، جو میرا پاکستانی ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے"

یہی مرزا طاہر احمد، جسے اقلیتی قادیانیوں کا چوتھا خلیفہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور جس نے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کو مسلمان پر قادیانی کو ترجیح دینے کا مشورہ دیا، آج کل لندن سے ۳۳ کلو میٹر دور جنوب میں واقع ایک خوبصورت، پرشکوہ اور جدید خطوط پر استوار بستی میں قیام پذیر ہے اور یہی اس کی سازشوں کا مرکز خیال کی جاتی ہے۔ اکیس ایکڑ پر واقع یہ جدید بستی جسے مرزا طاہر احمد نے "اسلام آباد" کا نام دے رکھا ہے، کو دنیا بھر میں بسنے والے قادیانیوں کے نزدیک ربوہ کے بعد دوسرا روحانی مرکز قرار دیتے ہیں۔ ٹل فورڈ کا یہ علاقہ جو کسی زمانے میں لکڑی کی بنی ہوئی جھگیوں پر مشتمل تھا اور جن میں نیوی کے نو آموز کیڈٹ رہائش رکھتے تھے، قادیانیوں کے سربراہ نے ۱۹۸۱ء میں چالیس کروڑ روپے میں خرید کر قادیانیوں کے لئے مختص کر دیا۔ مرزا طاہر احمد جس کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں اس کے پیروکاروں کی تعداد دس ملین سے بھی تجاوز کر رہی ہے، نے ٹل فورڈ کے ویران علاقے کو چند ماہ میں گل و گلزار میں تبدیل کر دیا۔ اس نے کھاتے پیتے قادیانیوں کو ترغیب دی کہ وہ اس علاقے میں مختصر قطعہ اراضی خرید کر رہائش اختیار کریں تاکہ یہاں زیادہ سے زیادہ قادیانی آباد ہو کر کم از کم برطانیہ میں ایک بااثر طاقت کا موجب بن سکیں، جن کی آواز کو برطانوی باشندے اپنی آواز سمجھیں۔ اس منصوبے پر جلد ہی عمل ہونے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ٹل فورڈ کا یہ علاقہ قادیانیوں سے بھرنے لگا جہاں اب اڑتیس سو قادیانی گھرانے آباد ہیں۔ ٹل فورڈ میں قادیانیوں، احمدیوں کا یہ مرکز "اسلام آباد" اسرائیلی یہودی دانشوروں کی جائے پناہ بھی بن گیا۔ کہا جاتا ہے آج کل مرزائیوں کے اس "اسلام آباد" میں ۸۵ کے لگ بھگ یہودی دانشور بھی آباد ہیں، جنہیں مرزا طاہر احمد کی خاص سفارش پر آباد کیا گیا کہ ان کا مرزا صاحب سے گہرا یارانہ بتایا جاتا ہے۔ قادیانی جنہیں بھٹو کے دور میں ختم نبوت تحریک کے دباؤ پر اقلیت یعنی غیر مسلم قرار دیا گیا، کھل کر اور ہر طرح کے خوف سے آزاد ہو کر "اسلام آباد" میں اسلام کے خلاف یہودی دانشوروں کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے ملت اسلامیہ میں مکروہ اور مذموم سازشوں کا جال بچھانے اور انارکی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔ مرزا طاہر احمد جو ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ۱۹۸۳ء میں "ملک دشمن ... ن" سے پردہ اٹھنے پر اور اس خوف سے کہ ... عالم بالخصوص پاکستانی مسلمان اسے ان سرگرمیوں پر معاف نہیں کریں گے، یہ شخص نہایت خفیہ طریقے سے لندن فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ لندن پہنچنے کے تیسرے دن مرزا طاہر اسرائیل گیا جہاں اس نے بائیس دن قیام کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہی دنوں میڈرڈ (اسپین) میں چھ مسلمانوں کا بہیمانہ قتل بھی طاہر احمد کے ایماء پر ہوا کہ انہوں نے میڈرڈ کے معروف اخبار "سینفس ڈیلیا" میں احمدیوں اور قادیانیوں کی اس سازش سے پردہ اٹھایا جس میں قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو مالی اور معاشی مسائل میں الجھا کر ایمان کی دولت سے محروم کرنے کے کئی پروگراموں پر عمل پیرا تھے۔ ("جوروزن ٹائمز" مئی ۱۹۸۷ء)

ایشیا ویک جون ۱۹۹۰ء کے مطابق مرزا طاہر احمد جس نے ۶۲ برس قبل مشرقی پنجاب کے ایک متوسط زمیندار گھرانے میں جنم لیا تھا آج قادیانیوں ہی میں نہیں، دنیا کے ان امیر ترین امراء میں شمار ہوتا ہے جن کی دولت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ مرزا طاہر احمد نے جس گھر میں آنکھ کھولی، وہاں اس کے علاوہ اس کے اکیس ۲۱ بہن بھائی بھی اس گھیل روٹی کو کھانے والے تھے جو سب کا پیٹ بھرنے سے قاصر تھی۔ اس کے باپ کی نو عدد بیویاں تھیں جنہوں نے اپنے شوہر کو تیرہ

بچے اور دو بیٹیاں دیں۔ مرزا طاہر احمد جو تعلیمی میدان میں درمیانے درجے کا طالب علم تھا، نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد لندن کے اورینٹل سکول اینڈ افریقن سٹڈیز میں داخلہ لیا جہاں وہ کئی برس زیر تعلیم رہا لیکن مسلسل ناکام ہوتا رہا۔ بالآخر تنگ آکر انتظامیہ نے اسے اپنے ادارے سے نکال دیا۔ اس کے ہم جماعتوں کا کہنا ہے کہ اس کی تعلیم پر کم اور عورت اور شراب پر زیادہ توجہ رہتی تھی۔ لندن میں سوہو کا علاقہ جہاں شراب اور عصمت فروش عورتوں کی بھرمار ہے، طاہر صاحب کا پسندیدہ مرکز تھا۔ کئی برس بعد اس کے ایک کلاس فیلو نے جو آج کل "وال سٹریٹ" اخبار سے وابستہ ہے، نے اس سے انٹرویو کے دوران جب یہ پوچھا کہ تم زمانہ طالبعلمی میں اتنی کثرت سے شراب کا استعمال کیوں کرتے تھے تو مرزا طاہر احمد نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا کہ اس لئے کہ یہ ہمارے جد اعلیٰ (مرزا غلام احمد قادیانی) کی سنت ہے اور میں اس سنت سے انحراف کیسے کر سکتا تھا۔ اکسٹھ سالہ مرزا طاہر احمد جس کی داڑھی اور سر کے بال سیاہ خضاب کے استعمال سے جامنی رنگ کے ہو رہے ہیں، دنیا کی ہر نعمت اس کے قدموں میں سجدہ ریز ہے، سوائے دین حنیف پر ایمان لانے کے! کسی زمانے میں وہ سکواش کا اچھا کھلاڑی تھا اور پولو وہ پرنس آف ایڈنبرا کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ ان دنوں اس کی صحت قابل رشک تھی مگر عورت اور شراب کی کثرت نے اس کا چہرہ ہی نہیں، جسم بھی بگاڑ کر رکھ دیا۔ مرزا طاہر احمد جس کا کہنا ہے کہ مجھے نماز کے مقابلے میں باورچی خانے میں بیوی کے لئے کھانا پکانے میں زیادہ سرور ملتا ہے، آج کل راتوں کو لندن کے مضافات ویمبلڈن کے ایک پرشکوہ محل میں ٹہلتا نظر آتا ہے اس نے کئی شادیاں کر رکھی ہیں جن کی اولادوں کی اولادیں بھی جوان ہو چکی ہیں لیکن ویمبلڈن کے محل میں رہائش پذیر آصفہ اس کی محبوب اہلیہ ہے جس کی دو بیٹیاں ہیں جن کی عمریں اٹھارہ اور ستائیس سال کے درمیان ہیں، اس کی پوری زندگی کا سرمایہ ہیں۔

لندن کے جنوب سے ۴۳ کلومیٹر دور واقع "اسلام آباد" میں مرزا طاہر احمد سال کے سات مہینے جم کر بیٹھتا ہے۔ ہر اگست میں یورپ میں آباد قادیانیوں کا سالانہ میلہ یہاں منعقد ہوتا ہے۔ گزشتہ سال اس میلے میں بیس ہزار قادیانیوں نے شرکت کی۔ یہ میلہ جسے قادیانی "حج اصغر" کا نام دیتے ہیں، فقط مرزا طاہر احمد کے چہرے کا دیدار کرنا ہے۔ "اسلام آباد" کی اس انگلستانی قادیانی ریاست میں دنیا کا سب سے جدید ترین پریس کام کرتا ہے جسے نیویارک کی ۔۔۔ کی تاجر برادری کے یہودی چیئرمین نے مرزا طاہر احمد کی سالگرہ پر ۱۹۸۵ء میں تحفے میں دیا تھا۔ جسد ملت اسلامیہ کا یہ ناسور دنیا کا ہر وہ خطہ جہاں اسلام کی برتری کے کچھ آثار نظر آتے ہوں، وہاں اپنے ایجنٹ بھیجنا نہیں چھوڑتا۔ واقعہ یہ ہے کہ مالی میں ۱۹۸۳ء میں جن تین ہزار ملادی بدھوں نے اسلام قبول کیا تھا، ان میں نصف سے زائد کو دوبارہ بدھ بنانے میں طاہر کے ایجنٹوں نے مرکزی کردار ادا کیا۔ اکتوبر ۸۳ء "وال سٹریٹ" کے نمائندے اور اپنے دوست کو انٹرویو دیتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے کہا تھا "ہمیں بھٹو نے اقلیت قرار دیا تو ساتھ ہی اس نے ہمیں یہ یقین بھی دلایا کہ یہ چند روز کی بات ہے، گرد بیٹھ جائے گی تو سارا معاملہ میں تم لوگوں کے حق ہی میں کروں گا۔۔۔ لیکن بعد ازاں پاکستان کے بعض ملاؤں جن کی رہنمائی مولانا مفتی محمود اور نیازی کر رہے تھے، نے بھٹو کو یہ موقع ہی نہ دیا کہ وہ ہمارا ساتھ دے، حالانکہ دل سے وہ ہمارے ساتھ تھا۔ پھر جب جولائی ۷۷ء میں بھٹو کو زبردستی اقتدار سے محروم کر کے فوجی آمر ضیاء الحق برسراقتدار آیا تو ہماری ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا اس نے ہمارے مسلمان کہلوانے کے حق کو بھی غصب کر لیا کہ اب ہم پاکستان میں مسلمان نہیں کہلا سکتے نہ لکھ سکتے ہیں۔ اس نے ہماری مساجد کو عبادت گاہیں قرار دے دیا۔ وہاں کلمہ (طیبہ) مٹا دیا گیا تو کیا ہم ان سب چیزوں کو فراموش کر دیں گے؟ ہم بدلے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرتے ہی رہیں گے"۔ پاکستان میں کلیدی عہدوں پر فائز بعض قادیانیوں کو ان کے عہدوں سے ہٹائے جانے کے سوال کا جواب دیتے ہوئے مرزا احمد طاہر نے کہا "ہمارے لوگ اگر ان عہدوں پر فائز ہیں تو اپنی ذہانت، قابلیت کی بنیاد پر فائز ہیں۔ (ڈاکٹر) عبدالسلام کی شہرت کو بھی یہ پاکستانی مسلمان جھینپتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ (سر ظفر اللہ) بھی ہمارا تھا لیکن بانی پاکستان نے اس پر اعتماد کیا۔ اگر مذہب کی بنیاد پر اکثریتی فرقے پر کوئی اقلیتی ذہین آدمی فائز نہیں ہو سکتا تو پھر پاکستان کے مسلمان لیڈرز کو بھی ہٹا دینا چاہئے کہ اصول کے تحت تو وہ بھی اکثریتی فرقے عیسائیوں پر حکومت نہیں کر سکتا۔"

مرزا طاہر احمد اس سلسلے کی چوتھی کڑی ہے جسے تخلیق کرنے میں متحدہ ہندوستان پر قابض برطانوی انگریزوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے کام لیا تھا۔ قادیانی اپنی تخلیق کے دن سے عالم اسلام کو کمزور کرنے، اسے زک پہنچانے میں پیش پیش ہیں۔ مسلمان جدھر منہ کرتے ہیں یہ ادھر کو پیٹھ کر لیتے ہیں، بدنام زمانہ مصنف سلمان رشدی نے "شیطانی آیات" (Satnic Verses) لکھی تو پوری دنیا کے مسلمانوں میں غصے کی ایک زبردست لہر دوڑ گئی جو ابھی تک دبائی نہیں جا سکی۔ برطانوی مسلمانوں نے سلمان رشدی کے خلاف زبردست جلوس نکالے، جلسے منعقد کئے اور اس دل آزار کتاب پر پابندی عائد کرانے کا ہر حربہ استعمال کیا۔ ایرانی رہنما آیت اللہ خمینی کے فتوے نے مسلمانوں کو اور بھی ہمت دلائی۔ عالم اسلام کے بچے بچے نے کتاب اور اس کے مصنف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کا عہد کر ڈالا۔ لیکن یہ مرزا طاہر احمد ہی تھا جس نے سلمان رشدی کے حق میں بیان دیئے، انٹرویو ریکارڈ کروائے اور کہا "آیت اللہ خمینی کا یہ فتویٰ کہ سلمان رشدی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے، سراسر بے بنیاد اور غیر انسانی رویئے کی دلیل ہے۔ یہ مسلمان جنونی (Fanatic) ہیں جو ہر بولی ہوئی آواز کو دبا دینا چاہتے ہیں۔ رشدی کے مسئلے پر برطانوی مسلمانوں نے مظاہرے کر کے اپنے آپ کو ذلیل کروایا ہے۔ میں رشدی کو اپنا بھائی کہتا ہوں"۔ برطانوی مسلمانوں کے متفقہ لیڈر شبیر اکرم، جنہوں نے سلمان رشدی کو روپوش ہونے پر مجبور کر دیا، کی تحریک پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے یہ مکروہ بیان دیا "شبیر اکرم نے سلمان رشدی کے خلاف مسلمانوں کو ابھار کر مسلمانوں کو بھی ذلیل کیا ہے، خود بھی ذلیل ہوا ہے۔"

مرزا طاہر احمد کے اس مذموم بیان پر برطانوی مسلمانوں نے اپریل ۹۰ء کو ویمبلڈن میں ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا اور طاہر احمد کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا کہ وہ بھی سلمان رشدی کے کافرانہ عزائم میں برابر کا حصہ دار ہے۔ مرزا طاہر احمد اسی روز اپنے محل کے عقبی دروازے سے نکل کر بذریعہ کار پہلے "اسلام آباد" پھر وہاں سے فرانس بھاگ گیا اور وہاں جا کر "زیتوک برگ" اخبار کے ذریعے اپنے بیان کی تردید جاری کر دی۔

> عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
> اللہ عزوجل بندے کی نافرمانی کے باوجود اس کی پسند اور خواہش کے مطابق دنیا کی چیزیں دیئے رہا ہو تو سمجھو کہ
> یہ (خدا کی طرف سے) ڈھیل ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) پھر جب ایسا
> ہوا کہ جس سے انہیں یاد دہانی کرائی گئی تھی انہوں نے اسے بھلا دیا۔ تو ہم نے ان پر ہر طرح کی خوشحالی کے دروازے
> کھول دیئے۔ یہاں تک کہ وہ اس پر اترانے لگے تو اچانک ہم نے پکڑ لیا۔ اب تو وہ بالکل مایوس تھے۔"
> (الانعام ۔ ۴۴) (احمد)

حضرت مسیح کی قبر
کشمیر میں نہیں

از ابو حبیب اللہ امرتسری

جنوب میں لکھا گیا کہ وہ نبی جس کا نام یوز آسف ہے۔ اور اسے عیسیٰ نبی بھی کہتے ہیں۔ اور شہزادہ نبی کے نام سے بھی موسوم کرتے تھے۔ بنی اسرائیلی نبیوں میں سے ایک نبی ہے جو اس پہلے زمانہ میں کشمیر میں آیا تھا۔ جس کو ان کتابوں کی تالیف کے وقت تک تقریباً گیارہ سو برس گزر گئے تھے۔ یعنی اس موجودہ زمانہ تک انیس سو برس گزرے ہیں؟"

(۴) حکیم خدا بخش صاحب / قادیانی کتاب "عسل مصفیٰ" حصہ اول کے صفحہ پر لکھتے ہیں۔

"اکمال الدین نام کتاب جو گیارہ سو برس کی ہے لکھا ہے کہ یسوع مسیح جب کشمیر وغیرہ کی طرف آیا۔ تو ان کے پاس کتاب انجیل تھی۔ جس کا اصلی نام بشورئی ہے۔ دیکھو اکمال الدین مطبوعہ ایران صفحہ ۳۵۹؟"

(نیز دیکھو رسالہ التقید صفحہ ۳۰)

(۵) ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۴۱۰ و ۴۲۲ پر ہے۔

"کتاب اکمال الدین کا مصنف ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہزادہ نبی جو غیر ملک سے آیا۔ اور کشمیر میں وفات پائی حضرت مسیح علیہ السلام ہی تھے۔ اور کوئی نہ تھا۔۔۔۔ مذکورہ بالا بیان میں لفظ بشریٰ قابل توجہ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یوز آسف حضرت یسوع مسیح ہی تھے عبرانی میں انجیل کو بشوریٰ کہتے ہیں۔ اور انگریزی میں اسے گاسپل۔ اور تینوں لفظوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ یعنی خوشخبری اصل عبرانی نام بشورئی ہے۔ اور چونکہ عبرانی عربی سے پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے بشوریٰ عربی لفظ ہے۔ جس کو عربی میں بشریٰ کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت یوز آسف حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کا ہی دوسرا نام ہے۔ اور دونوں نام ایک ہی شخص کے ہیں۔ جس پر بشریٰ یعنی انجیل اتاری گئی تھی؟"

فوٹ نوٹ: یہی دلیل رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۰۳ء رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۰۹ء کے صفحہ ۱۶۸ رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۳۳ و رسالہ الاسرار کے صفحہ ۱۲ پر پیش کی گئی ہے۔

قادیانی دلیل کی تردید

(۱) تاریخ پر کر شہزادہ یوز آسف کے حالات کتاب "اکمال الدین و اتمام النعمۃ" کتاب شہزادہ یوز آسف و حکیم بلوہر۔ اور کتاب یوز آسف و بلوہر میں لکھے گئے ہیں۔ مگر ان کتابوں میں یہ الفاظ نہیں کہ یوز آسف پر انجیل اتری تھی۔ پہلی کتاب کے صفحہ ۲۱۶ لغایت ۳۵۹ کو بغور پڑھا گیا۔ ان صفحوں میں نہ تو "مسیح" کہیں آیا ہے۔ اور نہ کہیں لفظ "انجیل" لکھا ہوا ہے۔ مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مرید حکیم خدا بخش صاحب مصنف کتاب "عسل مصفیٰ" خدا کے بندوں کو سخت دھوکہ دے رہے ہیں۔

(۲) جس عبارت کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس کے الفاظ کتاب "اکمال الدین و اتمام النعمۃ" کے صفحہ ۳۵۸ پر یوں ہیں۔

"وتقدم یوز آسف امامہ حتی بلغ فضاءً
واسعاً فرفع رأسہ فرأی شجرۃ عظیمۃ
علی عین ما احسن ما یکون من الشجر
واکثرہ فاکہۃ غصناً واحلاہا ثمراً
وقد اجتمع الیہ من الطیر ما لا یعد
کثرۃ فسر بذالک المنظر وفرح
بہ وتقدم الیہ حتی دنا منہ وجعل
یعبر فی نفسہ ویفسرہ فالشجرۃ بالبشرٰی
التی دعا الیہ وعین الماء بالحکمۃ والعلم
والطیر بالناس الذین یجتمعون الیہ
ویقبلون منہ الدین"

(ترجمہ) اور شہزادہ یوز آسف نے آگے قدم بڑھایا۔ یہاں تک کہ ایک کھلے میدان میں پہنچا۔ پس اس نے اپنا سر اٹھایا۔ وہاں ایک بڑا سا درخت دیکھا۔ کہ ایک چشمے کے کنارے پر لگا ہوا ہے۔ جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ نہایت ہی پاکیزہ اور شفاف چشمہ ہے۔ اور نہایت ہی خوبصورت و شاداب درخت ہے۔ کہ کبھی ایسا درخت خوبصورت اس نے نہیں دیکھا تھا۔ اور درخت میں شاخیں بہت تھیں۔ اور جب اس درخت کے میوہ کو چکھا تو دنیا بھر کے میووں سے زیادہ شیریں پایا۔ اور یہ دیکھا کہ درخت پر بے حد و بے شمار پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھنے سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور اس درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے دل میں ان باتوں کا مطلب سوچا تو درخت کو اس نے مثال دی خوشخبری ہدایت سے جو اسے پہنچی تھی۔ اور پانی کے چشمہ کو علم و حکمت سے اور پرندوں کو ان لوگوں سے جو اس کے پاس جمع ہوں گے۔ اور اس سے علم و حکمت سیکھیں گے۔ اور اس سے ہدایت پائیں گے؟"

(شہزادہ یوز آسف و حکیم بلوہر صفحہ ۱۲۶)

کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ کے صفحہ ۳۵۸ پر جو لفظ بشریٰ آیا ہے۔ اس سے لوگ یہ سمجھے کہ یوز آسف پر انجیل اتری تھی۔ حالانکہ ایسا استدلال سراسر غلط ہے۔ کتاب "اکمال الدین" عبرانی زبان میں نہیں ہے۔ بلکہ عربی زبان میں ہے۔ پس یہاں لفظ بشریٰ سے مراد کتاب انجیل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے معنے خوشخبری کے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھئے اسی کتاب اکمال الدین صفحہ ۳۵۷ پر لکھا ہے کہ فرشتے نے شہزادہ یوز آسف کے پاس آ کر کہا کہ "درگاہ الٰہی کی طرف سے خیر و سلامتی تجھے نصیب ہو تو انسان ہے۔ اور ایسے جانوروں اور حیوانوں میں آ کر پیدا ہوا ہے۔ جو سب کے سب بدکاری و گنہگاری و نادانی میں مبتلا ہوئے ہیں۔ میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں۔ کہ رحمت الٰہی کی تجھے مبارکباد دوں۔ اور امور آخرت و

دنیا کی چند باتیں جو تجھے معلوم نہیں ہیں۔ وہ تعلیم کرایا (فاقبل بشاراتی) تو میری خوشخبری کو یقین کر کر اور میرے مشورہ کو اختیار کر اور میرے کہنے سے ہمہ تن راغب (کتاب شہزادہ یوزآسف و حکیم بلوہر ص ۱۲۳ و ص ۱۲۴)

اس جگہ اردو الفاظ تو میری خوشخبری کو یقین کر عربی الفاظ فاقبل بشاراتی کا ترجمہ ہے۔ دیکھئے بشارت کا معنی خوشخبری کئے ہیں نہ کتاب انجیل

(۳) قرآن مجید کی سورۃ البقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، مریم، انبیاء، مومنون، زخرف، حدید، صف میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ذکر خیر آیا ہے۔ اور پارہ ششم کے رکوع ۱۱ اور پارہ ۲۷ کے رکوع ۲۰ میں صاف اور کھلے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واٰتینٰہ الانجیل

ترجمہ:- اور ہم نے عطا کی اسے انجیل۔ غرضیکہ قرآن مجید میں انجیل کا لفظ آیا ہے۔ اور کئی بار آیا ہے۔ لیکن انجیل کے لئے لفظ بشریٰ تو قرآن مجید میں کہیں نہیں آیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں لفظ بشریٰ استعمال ہوا ہے مگر اس کے معنی اس جگہ خوشخبری ہے نہ کہ کتاب انجیل۔ سورۃ البقرہ پارہ اول کے رکوع ۱۲ میں ہے وبشریٰ للمومنین۔ اسی طرح سورۃ النحل پارہ ۱۴ کے رکوع ۱۸ و ۲۰ میں قرآن شریف کے بارہ میں ہے۔ وبشریٰ للمسلمین سورہ یونس پارہ ۱۱ کے رکوع ۱۲، میں اولیاء اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے۔ لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ترجمہ: ان کے واسطے خوشخبری ہے دنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں سورۃ الانفال پارہ نہم کے رکوع ۱۵ میں ملائکہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما جعلہ الا بشریٰ ترجمہ:- اور نہیں کیا ہم نے اسے سوا گر خوشخبری۔ غرضیکہ قرآن مجید میں لفظ "بشریٰ" "کتاب انجیل" کے معنوں میں نہیں آیا۔ البتہ اس کے معنی ان مقامات میں خوشخبری کئے ہیں۔

(۴) الزامی جواب:- خود مرزا غلام احمد نے ۱۳۱۱ھ میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام انہوں نے "حمامۃ البشریٰ" رکھا تھا۔ اس کے معنی ہیں خوشخبری کا کبوتر نہ کہ "انجیل کا کبوتر" مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد مولوی نورالدین بھیروی کے زمانے میں محمد منظور الٰہی مرزائی نے مرزا صاحب کے الہامات کو ایک کتاب میں اکٹھا کر کے شائع کیا ہے۔ اور اس کا نام رکھا تھا "البشریٰ" یہ کتاب دو حصوں میں میرے پاس بھی ہے۔ پھر اور سنئے۔ اسی کتاب "البشریٰ" نامی کے حصہ دوم کے ص ۱۲۹ پر مرزا صاحب کا الہام یوں لکھا ہے۔

"لکم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا" (ترجمہ) "تمہارے اس دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے" نیز دیکھو البشریٰ۔ حصہ دوم کا ص ۹۱۔

نتیجہ یہ نکلا کہ کتاب اکمال الدین کے ص ۳۵۸ پر جو لفظ "بشریٰ" آیا ہے۔ اس سے کتاب "انجیل" مراد لینا غلط ہے؟

قادیانی دلیل نمبر ۶

(۱) مرزا صاحب قادیانی اپنی کتاب "تحفہ گولڑویہ" کے ص ۱۳۰ پر لکھتے ہیں:-

"اور جب میں نے اس قصہ کی تصدیق کے لئے ایک معتبر مرید اپنا جو خلیفہ نورالدین کے نام سے مشہور ہیں کشمیر سری نگر میں بھیجا۔ تو انہوں نے کئی مہینے رہ کر بڑی آہستگی اور تدبر سے تحقیقات کی۔ آخر ثابت ہو گیا کہ فی الواقع صاحب قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ جو یوز آسف کے نام سے

مشہور ہوئے۔ یوز کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا ہے۔ یا اس کا مخفف ہے۔ اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے جس کے معنی ہیں یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کشمیر کے بعض باشندے اس قبر کا نام عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی کہتے ہیں۔ اور ان کی پرانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے۔ جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ جس کو قریباً ۱۹۰۰ سو برس آنجہ گزر گئے۔ اور ساتھ ہی بعض شاگرد تھے۔ اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا۔ اور اس کی عبادت گاہ پر ایک کتبہ تھا۔ جس کے لفظ یہ تھے یہ ایک شاہزادہ نبی ہے۔ جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ نام اس کا یوز ہے۔ پھر وہ کتبہ سکھوں کے عہد میں محض تعصب اور عداوت سے مٹایا گیا۔ اور اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے۔ اور وہ قبر بنی اسرائیل کی قبروں کی طرح ہے اور بیت المقدس کی طرف منہ ہے۔ اور قریباً سری نگر کے ۵۰ آدمیوں نے اس محضر نامہ پر بدیں مضمون دستخط اور مہریں لگائیں کہ کشمیر کی پرانی تاریخوں سے ثابت ہے کہ صاحب قبر اسرائیلی نبی تھا۔ اور شہزادہ کہلاتا تھا۔ کسی بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے کشمیر میں آگیا تھا۔ اور بہت بڈھا ہو کر فوت ہوا۔ اس کو عیسیٰ صاحب بھی کہتے ہیں۔ اور شاہزادہ نبی بھی۔ اور یوز آسف بھی۔ اب بتلاؤ کہ اس قدر تحقیقات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے میں کیا کسر رہ گئی ہے؟

(نیز دیکھو اخبار فاروق مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء ص ۔)

قادیانی دلیل کی تردید

(۱) اس جگہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیش کردہ گواہوں نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ مرزا صاحب کا لکھنا کہ ان پرانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے۔ جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔" سراسر غلط اور جھوٹ ہے مرزا صاحب دعوے تو کر دیتے ہیں مگر اس پر دلیل پیش نہیں کرتے۔ ان کا فرض تھا کہ اہل کشمیر کی پرانی تاریخوں کے نام لکھتے اور بتلاتے کہ ان کے مصنف کون تھے۔ اور کس زمانہ میں ہوئے تھے۔ اور اہل کشمیر کی یہ پرانی تاریخیں کس زبان میں ہیں۔ اور اصل عبارت مع ترجمہ لکھتے۔ تب آپ کی تحقیقات کا پتہ چلتا۔ اور اگر سری نگر کے قریباً پانسو آدمی نے یہ بیان دیا ہے کہ کشمیر کی پرانی تاریخ سے ثابت ہے کہ صاحب قبر ایک اسرائیلی نبی تھا" تو یہ بیان بھی بے دلیل ہے۔ ذرا کشمیر کی پرانی تاریخ کا نام صفحہ، اصل عبارت تو لکھی ہوتی۔ آپ کی وہی مثل ہوئی جھوٹ اور اتنا جھوٹ، جھوٹ بیان کا سرہانہ ہے۔ خود مرزا صاحب زندگی بھر کشمیر تشریف لے گئے۔ جو کچھ مریدوں وغیرہ نے کہا آپ نے اس کو صحیح مان لیا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کو کہا جاتا کہ گزشتہ پچھلی صدیوں میں قریباً سب مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا۔ اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے۔" (میاں محمود صاحب کی کتاب حقیقت النبوت ص ۱۴۲) تو کیا مرزا صاحب اور ان کے مرید حضرت مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان لے آتے۔ وہ بجائے ماننے کے یہ سوال کرتے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے حیات مسیح کا ثبوت دو۔

باقی ص ۲۵ پر

HB
TRUSTABLE
MARK
Hameed BROS JEWELLERS
MOHAN TARRACE SHAHRAH-E-IRAQ | SADDAR KARACHI-3
حمید برادرز جیولرز
موہن ٹیرس، بمقابل بلال ہوٹل، شاہراہ عراق، صدر۔ کراچی
فون: 521503-525454

ذکری رگڑا

شاعر ختم نبوت
سید امین گیلانی
شیخوپورہ

ہفت روزہ "ختم نبوت" میں مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی ذکریوں کے خلاف یلغار کی کاروائی پڑھ کر حسب ذیل اشعار قلم برداشتہ لکھے گئے۔ گیلانی

غازیانِ دیں اُٹھو ذکریوں کو رگڑا دو !
اِن کے ساتھ ساتھ اِن کے حامیوں کو رگڑا دو

پورے جذبۂ دل سے پورے جوشِ ایماں سے
تم اگر مسلماں ہو، کافروں کو رگڑا دو

یہ خدا کے منکر ہیں یہ نبی کے منکر ہیں
پاسبانِ دیں ہو تم، منکروں کو رگڑا دو

ذکریوں کو سمجھو سانپ ڈس نہ لیں کہیں تم کو
ان کے دھڑ کچل ڈالو اور سروں کو رگڑا دو

نام کے مسلماں ہیں کام کافروں کے ہیں
ہم یہ ظلم کیوں دیکھیں، ظالموں کو رگڑا دو

خبریں
اخبار ختم نبوت

ذکریوں کا نقلی حج روکنے کیلئے

ہزاروں غیور مسلمان سینہ تان کر میدان میں آگئے۔

مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۰ء کو کران ڈویژن کے صدر مقام تربت میں ایک روزہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی تین نشستیں ہوئیں۔ جس کی صدارت حضرت مولانا قمر الدین صاحب خضدار نے کی۔ تلاوت قاری محمود زنگکوی نے کی۔ حضرت مولانا عبد الغفار صاحب ناظم اعلیٰ امیر تحفظ ختم نبوت کران، مولانا نذیر احمد صاحب تونسوی مبلغ مرکزی تحفظ ختم نبوت، مولانا اللہ دین صاحب ناصحی، ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب، مولانا عبد الرشید غزالی صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب دشتی نے خطاب کیا۔ انقلابی شعر شاعر ختم نبوت حافظ علی محمد صاحب مینگل نے پیش کئے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری فضل رحمٰن فاروقی صاحب مبلغ تحفظ ختم نبوت نے انجام دیئے۔ یہ اجتماع ۲۰۰۰۰ ہزار مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ رات گئے جاری رہنے کے بعد اسٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا کہ ۱۱ اپریل کو صبح ۸ بجے جلوس ہوگا۔ چنانچہ مقررہ تاریخ کو جانبازان ختم نبوت نے جلوس کا اہتمام کیا اس دوران کران انتظامیہ نے اعلان کیا کہ دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے اگر کسی نے خلاف ورزی کی تو اس کے خلاف سخت اقدام کئے جائیں گے اور اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ تحفظ ختم نبوت کے دیوانوں نے دفعہ ۱۴۴ کی پرواہ

کئے بغیر ہزاروں مسلمانوں پر مشتمل کفن پوش جلوس نکالا جو کہ تربت بازار میں گشت کرتا ہوا جامع مسجد پہنچا۔ بینرز پر ذکری کمروزنہ تھے، ذکریوں کو حج سے کوہ مراد روکا جائے، ذکری کافر، ذکری کافر وغیرہ۔ یہ جلوس جب جامع مسجد پہنچا تو جلسے میں تبدیل ہوگیا۔ تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔ مقررین اپنی تقریروں میں اکثر بیان کرتے تھے کہ کوہ مراد کے حج پر ابھی سے پابندی لگادی جائے۔ بصورت دیگر ہم عنقریب کوہ مراد پر حملہ کریں گے۔ حضرت مولانا مفتی احتشام الحق صاحب آسیاء آبادی بار بار قرارداد پڑھتے تھے کہ حکومت فی الفور ذکریوں کو حج سے روکے ورنہ حالات کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔ رات گئے تک یہ جلسہ جاری رہا اور تحصیل تمپ، تحصیل ضد، تحصیل بلیدہ اور تحصیل تربت کے خطباء سے اپیل کی گئی کہ وہ ۲۰ اپریل کو جمعہ کی نماز اپنی اپنی مساجد میں نہ پڑھائیں۔ دریں اثنا خطباء نے ختم نبوت کی اپیل پر ۲۵ جامع مسجدوں کے خطباء مع ہزاروں مسلمانوں کے مرکزی جامع مسجد تربت پہنچے اور ۳۰ ہزار مسلمان ان کی موجودگی میں اعلان کیا کہ بعد نماز کے بعد کفن پوش جلوس کوہ مراد کو گرانے کیلئے روانہ ہوگا تمام مسلمانوں نے جانے کے لئے عہد کیا چنانچہ کمشنر مکران نے نقلی حج پر پابندی لگانے کے لئے تحریری احکامات جاری کردیئے وہی الفاظ مفتی احتشام الحق صاحب جوائنٹ سیکرٹری تحفظ ختم نبوت بلوچستان نے مسلمانوں کے سامنے پڑھے اور یہ جلسہ منتشر ہوا۔ ۱۰ اپریل کی صبح ۹ بجے تک یعنی ۱۷ گھنٹے انتظار کرنے کے بعد بھی کمشنر نے اپنے تحریری وعدہ پر عمل نہیں کیا۔ تو امیر صاحب ختم نبوت مکران ڈویژن مولانا عبدالغفار صاحب زامرانی نے ۳۰۰ آدمیوں سے بیعت لی کہ آپ خود آر سی ڈی روڈ تربت سوقہ میں جاکر خود ذکریوں کو کوہ مراد آنے سے روکیں۔ ۳۰۰ جاں نثاران ختم نبوت میں مفتی احتشام الحق آسیاء آبادی، ڈاکٹر محمد اسمٰعیل، مولانا عبدالغفار، قاری فضل الرحمن فاروقی، مبلغ ختم نبوت سرفہرست تھے۔ روڈ پر آئے ادھا گھنٹے تک ہزاروں ذکریوں کو واپس کیا گیا ان سے ہتھیار چھین کر حکومت کے قبضے میں دیئے گئے ادھا گھنٹے کے بعد بھاری تعداد میں پولیس آئی اور پولیس نے ۳۰۰ مسلمانوں کو گرفتار کرنے کے لئے

۳۴۵۰۰، چار ہزار پانچ سو کلاشنکوف کی گولیاں ۱۹۰۰ سو بجز کی گولیاں، ۲۷۰ آنسو گیس استعمال کئے گئے تین گھنٹے کی کشمکش کے بعد پولیس نے جاں نثاران ختم نبوت کو گرفتار کرکے تربت سینٹرل جیل بھیجا جہاں اسیران ختم نبوت کو افطار و سحری کے لئے ماسوائے ایک ایک گلاس گرم پانی کے کچھ بھی نہ دیا گیا۔ بعد میں تربت کے حالات بہت خراب ہونے لگے۔ ۸ ہزار مردوں نے جلوس نکالا ۵۰۰ عورتوں نے جلوس نکالا ۳۰۰ کم سن بچوں نے جلوس نکال کر کوہ مراد کی طرف رخ کیا ان پر بھی پولیس نے ۲۰۰۰ کلاشنکوف کی گولیاں ۲۰۰۰ ہزار ریجر کی گولیاں اور ۱۰۰ آنسو گیس کے گولے استعمال کرکے ان کو منتشر کیا اور تربت میں کرفیو لگادیا۔ اسیران ختم نبوت کے پاس جاں نثاروں کو تربت سے گوادر جیل منتقل کیا گیا اور کوہ مراد کو ذکریوں سے خالی کرکے بندوبست میں لے گئے۔ ۲۵ اپریل کو حافظ حسین احمد صاحب پارلیمانی لیڈر جے یو آئی نے آکر بیک وقت اسیران ختم نبوت کو رہا کروایا، کرفیو اٹھا دیا گیا۔ اخبارات کی پابندی کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔ کوہ مراد کے نقلی حج سے ذکریوں کو نکال دیا گیا۔ اس وقت الحمد للہ مسلمان یہ عہد کرچکے ہیں کہ آئندہ بھی اس سال کی طرح ذکریوں کو حج کرنے نہیں دیں گے۔ بہرحال اس تحریک کو کچلنے کیلئے انتظامیہ مکران کے کچھ مقررین اور ایک سیاسی جماعت نے بہت کوشش کی تھی ہم تمام مسلمانوں کو اس تحریک کی کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ خصوصاً ان بھائیوں، بہنوں، ماؤں کو کہ جنہوں نے گولیوں اور آنسو گیس کی بوچھاڑ برداشت کرکے ذکریوں کو حج کے لئے نہیں چھوڑا۔ اس وقت یہ ثابت کیا گیا کہ مسلمان مر سکتے ہیں لیکن توہین نبوت، توہین شعائر اللہ برداشت نہیں کرسکتے اور آئندہ سال انشاء اللہ ۱۴ رمضان شریف سے چار روزہ ختم نبوت کانفرنس پاکستان تربت میں ہوگی ابھی سے تیاریاں شروع ہیں۔

لالیاں میں مبلغین ختم نبوت کا خطاب

لالیاں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ ربوہ میں قادیانیوں کے خلاف کی ... ورت میں برداشت نہیں کئے جائیں گے۔ وہ یہاں جامع مسجد حسن والی میں جلسہ "ختم نبوت" سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ربوہ میں مسلمانوں کا داخلہ ... ذکر درد اور مظلوم لوگوں کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ جو قادیانیت کا گنبد کو توڑنے کے لیے پروردگار عالم نے عطا فرمایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ مبلغ مولانا سید عطاء المحسن شاہ گیلانی نے فرمایا کہ امیر شریعت فرمایا کرتے تھے کہ ربوہ میں بھی ایک مرکز بن جائے جہاں میں خداوند قدوس کا قرآن اور رسول کریم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا ڈنکا بجاؤں۔ اگرچہ شاہ جی کی زندگی میں ان کی حسرت پوری نہ ہوئی لیکن ۱۹۸۸ء میں کاروان قافلہ ربوہ میں قافلہ داخل کرکے امیر شریعت کو جاتا ہے۔ مولانا احمد یار چار یاری نے کہا کہ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے۔ انہوں نے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ تمام قادیانی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ بالخصوص شیزان فیکٹری کی مصنوعات جو مسلمانوں سے کمائی کرکے زر کثیر ربوہ میں ارتداد کی تبلیغ کے لیے خرچ کرتی ہے۔ جلسہ کا انتظام مولانا ریاض الحسن خطیب جامع مسجد حسن والی نے کیا۔

کھور کوٹ میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا خطاب

کھور کوٹ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم و مبلغ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ علماء حق نے ہر دور میں دین حق کی سربلندی اور ترویج و اشاعت کے لیے عظیم الشان قربانیاں دی ہیں۔ انہوں نے علماء اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ علماء دیوبند نے تحریک آزادی، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء، تحریک مدح صحابہ، تحریک اصلاح الرسوم، جہاد افغانستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ وہ یہاں جامع مسجد "المرسی" والی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے اجتماع سے خطاب کررہے تھے۔ اجتماع کی صدارت مقامی مجلس کے امیر حافظ محمد زکریا قادری نے کی۔ مقامی مجلس کے رہنما حافظ محمد الیاس نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اندرون و بیرون ملک سرگرمیوں کو سراہا۔ اور مرزائیت کے خلاف ہونے والے جہاد میں ہر قسم کی امداد کی یقین دہانی کرائی۔ جمعیت طلباء اسلام کے راہنما مولانا محمد جمیل نے شرکت بھی کی

سینیٹ میں منظوری پر سینیٹ کے اراکین کا شکریہ ادا کیا۔

اظہار تعزیت و دعاء مغفرت

صدیق آباد (ربوہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے استاذ العلماء مولانا محمد شریف کشمیریؒ، جامع المعقول والمنقول علامہ ظہور الحق کبیر والا، سابق ایم این اے مولانا صدر الشہید بنوں، مولانا قاضی محمود الحسن جھاوریاں سرگودھا کی وفات حسرت آیات پر قلبی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ بالا علماء کرام کی وفات سے ملک نامور اساتذہ حدیث اور معقول و منقول کے وجود سے محروم ہو گیا ہے۔ وہ یہاں جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حدیث پاک میں آتا ہے "موت العالم موت العالَم" عالم کی موت پوری دنیا کی موت کے مترادف ہے، نیز علماء کرام کا یکے بعد دیگرے انتقال علامات قیامت سے ہے۔ جمعۃ المبارک کے تمام شرکاء نے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی اور مرحومین کے رفع درجات کیلئے دعا کی گئی۔

بقیہ: قبر مسیح علیہ السلام

ہم تب مانیں گے۔ ٹھیک اسی طرح میں کہتا ہوں، کہ مرزا صاحب قادیانی اور سرینگر کے قریباً پانسو آدمی کے بے دلیل ڈھونگ کو کون مان سکتا ہے۔

(۲) میں نے ۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء کے اخبار "اہلسنت والجماعت" امرتسر اور ۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء کے اخبار "اہلحدیث" امرتسر میں علماء مرزائیہ کو چیلنج دیا تھا۔ کہ اہل کشمیر کی پرانی "تاریخوں سے یہ الفاظ مجھے دکھا دو کہ

"یوز آسف بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔"

میرا یہ مطالبہ تھا جس کا صحیح جواب آج تک مرزائی علماء نہ دے سکے۔ اور ان شاء اللہ نہ دے سکیں گے۔ البتہ مولوی غلام احمد قادیانی مولوی فاضل ساکن بدوملہی نے یہ جواب باصواب لکھا کہ "حضرت صاحب نے یہ پانچ سو آدمیوں کی روایت بیان کی ہے۔ اور کشمیریوں میں یہ بات مشہور ہے یا خود کشمیریوں نے اس بات کو اپنی پرانی تاریخوں کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہے۔ اس کو حضور نے بیان کیا ہے۔ جب کہ ان لوگوں کا یہ تعلق حضرت یوز آسف سے ہی حضور کے پاس پہنچا۔"

(فاروق مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۶)

اس جواب کے لکھنے سے بہتر یہ تھا۔ کہ مولوی فاضل غلام احمد صاحب مرزائی اس بارے میں قلم نہ اٹھاتے یہ میرے مطالبہ کا جواب نہیں ہے۔ میرا سوال صرف اس قدر ہے۔ کہ اہل کشمیر کی پرانی تاریخوں سے یہ الفاظ دکھاؤ، "کہ یوز آسف بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔" پانچسو کشمیریوں نے اگر یہ بیان دیا ہے۔ تو جھوٹ بولا ہے۔ جھوٹ کی تائید کرنے والا جھوٹا ہوتا ہے پھر کیا "مولوی فاضل" اس اخبار کے صفحہ ۶ پر تاریخ طبری، کتاب اکمال الدین اور کتاب کنز العمال کا ذکر کرتا ہے۔ حالانکہ یہ کتابیں "اہل کشمیر کی پرانی تاریخوں" میں سے نہیں ہیں۔ تاریخ طبری اور کنز العمال میں یوز آسف کہیں نہیں آیا ہے۔ اور نہ یہ الفاظ آئے ہیں۔ کہ یوز آسف بلاد شام سے آیا تھا۔ کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۳۱۷ تا صفحہ ۳۵۹ میں شہزادہ یوز آسف کے حالات بے شک درج ہیں۔ مگر یہ الفاظ کہیں نہیں ہیں کہ یوز آسف بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ بہرحال میرا مطالبہ قائم ہے۔ اور اس کا صحیح جواب دینے سے مرزائی علماء قاصر ہیں۔

(۳) واقعات پیر زادہ خواجہ محمد اعظم مرحوم کی "تاریخ کشمیر اعظمی" ۱۳۰۲ھ (مطبع محمدی لاہور) کے صفحہ ۸۲ پر حضرت سید نصیر الدین کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"درجوار ایشاں سنگ قبرے واقع شدہ در عوام مشہور است کہ آنجا پیغمبرے آسودہ است۔ کہ در زمان سابقہ در کشمیر مبعوث شدہ بود۔ این مکان بمقام پیغمبر معروف است۔ در کتابے از تواریخ دیدہ شد کہ بعد قصہ دور و دراز نوشتہ کہ یکے از سلاطین زادہا براہ زہد و تقویٰ آمدہ ریاضت و عبادت بسیار کرد و برسالت مردم کشمیر مبعوث شدہ در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق اشتغال نمود و بعد رحلت در محلہ انزمرہ آسودہ۔ در آں کتاب نام آں پیغمبر را یوز آسف نوشتہ" الخ (نیز دیکھو تاریخ کبیر کشمیر صفحہ ۳۳)

مرزا صاحب قادیانی کی کتاب "راز حقیقت" کے صفحہ ۲۰ رسالہ کشف الغطاء کے صفحہ ۱۳ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۴۲۰ رسالہ ریویو جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۱۸۵ رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۶۸ پر منقولہ بالا عبارت کا خلاصہ مطلب اردو میں لکھا ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ: فضائل و مسائل

بکرے کے نر و مادہ، پورے ایک سال کے صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی کئے جا سکتے ہیں۔ بھیڑ اور دنبے کے نر و مادہ ایک سال کے یا اگر عمر اس سے کم ہو مگر فربہ اتنے ہوں کہ ایک سال کے معلوم ہوتے ہوں تو ان کی بھی قربانی ایک آدمی کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

تنبیہ: قربانی کے جانوروں کی مذکورہ عمروں سے کم عمروں والے جانوروں کی قربانی درست نہیں، ۲۔ اگر جانور فروخت کرنے والا عمر پوری بتاتا ہے اور بظاہر کوئی وجہ اس کی تردید کی موجود نہ ہو تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

جانوروں کے عیوب اور ان کا حکم

(۱) جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں یا سینگ بیچ سے ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔

(۲) بکرے کا خصی یا بدھیا ہونا قربانی کے لئے بہتر اور افضل ہے۔

(۳) اندھے، کانے، لنگڑے، اور وہ جانور جن کے سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں، یا ایسے مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر چل کر نہ جا سکیں۔ یا وہ جانور جن کے پیدائشی طور پر کان بالکل نہ ہوں یا جن جانوروں کے تہائی سے زیادہ کان کٹے ہوئے ہوں یا وہ جانور جن کی تہائی سے زیادہ دم کٹی ہو، یا وہ جانور جن کے اکثر دانت گر گئے ہوں یا بالکل نہ ہوں تو ان عیوب والے جانوروں کی قربانی جائز نہیں اگر کسی جانور کو قربانی کے لئے خریدا اور اس وقت اس میں کوئی عیب نہیں تھا بعد میں عیب پیدا ہو گیا تو اگر خریدنے والا صاحب نصاب اور غنی ہے تو اس صورت میں جانور کی قربانی جائز نہیں اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور خریدنے والا اگر غنی نہیں تو اس کے لئے اسی جانور کی قربانی جائز ہے

قربانی کے مسنون طریقے

۱۔ اپنی قربانی اپنے ہاتھوں سے کرنا افضل ہے

۲۔ اگر خود کسی وجہ سے ذبح نہ کر سکے تو ذبح کرنے کے وقت موجود رہے اور کسی دوسرے سے ذبح کرائے۔

۳۔ اور اگر خود موجود نہ رہ سکے تو بھی اپنی قربانی کسی دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے۔

قربانی کی نیت دل سے کر لینا کافی ہے، زبان سے نیت کرنا غیر ضروری ہے۔

ذبح کرتے وقت جانور کو قبلہ رو لٹانا سنت ہے۔

جانور کو ذبح کرنے سے پہلے انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ۰ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین ۰ پڑھنا اور ذبح کرنے کے بعد اللھم تقبل منی (اور اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کرے تو من فلاں اس کا نام لے) کما تقبلت من حبیبک محمد ومن خلیلک ابراہیم علیہما السلام کہنا سنت ہے اور جانور کو ذبح کرتے وقت ذبح کرنے والا اور جانور کو پکڑ کر ذبح کرانے والا بسم اللہ اللہ اکبر کہے یہ کہنا ضروری ہے۔

گوشت کا مصرف اور اس کے احکام

(۱) جس قربانی کے جانور میں کئی حصہ دار ہوں اس کا گوشت وزن کر کے تقسیم کرنا چاہیے اندازے سے تقسیم نہ کریں۔

(۲) افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال پر صرف کرے، اور ایک حصہ اعزا اور احباب پر خرچ کرے اور ایک حصہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کرے۔

(۳) جو شخص کثیر العیال اور ضرورت مند ہو وہ قربانی کا سارا گوشت بھی اپنے عیال پر خرچ کر سکتا ہے۔

(۴) قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔

(۵) قربانی کا گوشت فروخت کرنا اجرت میں دینا جائز نہیں۔

(۶) قربانی کی کھال وغیرہ بھی اجرت میں دینا جائز نہیں۔

کھالوں کا مصرف

۱۔ قربانی کی کھال کو مصلے بنا کر یا ڈول یا مشک بنا کر اپنے استعمال میں لانا جائز ہے، مگر کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے استعمال میں کسی نوعیت سے لانا جائز نہیں۔

۲۔ فروخت شدہ کھال کا صدقہ کر دینا واجب ہے۔

۳۔ صدقہ کرنے کی نیت کئے بغیر قربانی کی کھال بیچنا جائز نہیں۔

۴۔ قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کسی کو معاوضہ میں دینا جائز نہیں۔

۵۔ مسجد کے مؤذن یا امام کو بھی حق الخدمت کے طور پر کھال یا اس کی قیمت دینا جائز نہیں۔

۶۔ مدرسین یا ملازمین کو اس سے تنخواہ دینا ناجائز ہے۔

۷۔ قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف غریب اور نادار طلبۂ علوم دینیہ بھی ہیں اس لئے کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اشاعت دین کا بھی اجر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ قربانی کی کھالوں کا بہتر مصرف مساکین اور یتامیٰ ہیں۔

بقیہ: اداریہ

"پیر جو رنادریانی" کا ابہام ہے کہ ہم کہیں مرید تھے یا خلیفہ تھے اس کے متعلق ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں نام قادیان کے ہیں: (الفضل ۵ جنوری ۱۹۳۰ء جلد نمبر ۱۷ شمارہ نمبر ۸۰) اس سلسلہ میں مزید حوالہ جات بھی پیش کئے جا سکتے ہیں جن میں پنجاب کی معمولی بستی قادیان کی عظمت کو جیلے بہانوں سے اجاگر کرنے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی ہے جس طرح مرزا قادیانی نے انگریز کے اشارے پر نبوت کا دعویٰ کیا، اسی طرح یہ سازش بھی انہی کے اشارے پر کی گئی اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کا انجام ابرہہ سے بھی بدتر کیا وہ چھوٹے چھوٹے پرندوں کی کنکریوں سے تباہ ہوا جبکہ مرزا قادیانی خود اپنے پاخانہ میں گر کر جہنم رسید ہوا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس مرتد اور زندیق فتنہ سے محفوظ رکھے اور حضور رحمتہ للعالمین خاتم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اور پکا تابعدار بنائے آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بقیہ: عید الاضحیٰ

ہوا اولاد کی ہو یا کسی اور شے کی۔ عید الاضحیٰ ہر سال یہ یاد دہانی کراتی ہے کہ اگر ہم کو اس عالم میں عزت کی زندگی گزارنی ہے تو اطاعت ربانی کو اپنا شعار بنانا ہوگا اس لیے کہ اس کے بغیر کامیابی اور کامرانی نہیں مل سکتی۔ ورنہ بصورت دیگر ناکامی ہوگی۔

آج ساری دنیا میں انسان پریشان حال ہیں مرد پریشان ہیں، عورتیں مضطرب ہیں۔ عید الاضحیٰ صرف عید ہی نہیں بلکہ سارے عالم میں بسنے والے اہل ایمان کے لئے لمحہ فکریہ ہے، مقام تفکر ہے۔ اگر آج اہل ایمان میں جذبہ جہاد اور قربانی کا ولولہ پیدا ہو جائے تو وہ دن دور نہیں کہ جب کامیابی و کامرانی آگے بڑھ کر ان کی قدم بوسی کرے گی جس طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہر موقع پر کامیاب و کامران رہے۔ حضرت حق جل مجدہ ہم سب کو عید الاضحیٰ کے تمام

تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

بقیہ: فضائل مکۃ مکرمہ

اور نیز فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی ایک بندہ ایسا نہیں ہے جو حجر اسود کے پاس دعا کرے اور پھر اس کی دعا قبول نہ ہو۔ یعنی ضرور قبول ہوتی ہے۔

اے برادر! یہ بھی یاد رکھو کہ جو شخص وہاں سے نکلتا ہے نادم ہوتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مکہ میں قیام کرنا سعادت ہے اور نکل جانا شقاوت ہے اور وہاں الحاد وفجور سے بچنا ہے کیونکہ یہ افعال شیطانی ہے۔

بقیہ: فلسفۂ حج

اور پھر یہ امر بجائے خود ذکر الٰہی کا ایک مخصوص باب ہے کہ شعائر اللہ کا مشاہدہ کیا جائے اور ان کی تعظیم کی جائے کیونکہ ان کے مشاہدہ سے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور اسی طرح یاد تازہ ہوتی ہے جس طرح کسی لازم کے ذکر سے آگ کا ذکر (مثلاً دھویں کے ذکر سے آگ کے موجود ہونے کا یقین ہو جاتا ہے) خصوصاً جب کہ تعظیمی نشانیوں، شکلوں اور ایسی مخصوص حدود اور قیود کا احترام بھی کر لیا جائے جو نفس انسانی کے لئے عظیم ترین تنبیہ کا باعث بنتی ہیں۔

بے تابی شوق کا علاج: بسا اوقات انسان اپنے پروردگار کے شوق میں بے تابانہ تڑپنے لگتا ہے اور کوئی چارہ نہیں پاتا ایسے موقع پر اس کو کسی ایسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کے شوق کو پورا کر دے اور اس کے جذبات کو تسکین بخش دے اور ایسی چیز وہ حج کے سوا کوئی اور نہیں پاتا۔

معاشرتی برائیوں کا علاج: اگر حج کو ایک مشہور رسم بنا دیا جائے تب بھی وہ بہت سی بڑی رسموں کی اصلاح کے لیے مفید ہے۔

پیشوایان ملت کا تذکرہ: اور پھر یہ کہ ملت اور پیشوایان قوم کے حالات کا تذکرہ اور ان کے حالات کی تحصیل و اکتساب کے لیے حج جیسی، جذبات کو ابھارنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

حج سے گناہوں کا کفارہ: نیز حج کے لیے ایک دور دراز سفر اور بڑی محنت اور مشقت کے اعمال وکردار یہ ظاہر کریں گے اپنے آپ کو سخت تکلیف میں ڈال لینے کے بغیر یہ ممکن ہے اس لیے حج کرنا اور اس کے مناسک ادا کرنا خالص اللہ ہی کے لیے ہوگا۔

فتنہ قادیانیت

حضرت سرور میواتی
لاہور۔ پاکستان

قادیاں سے اک بڑا فتنہ اُٹھا!
سرپرستی اس کی انگریزوں نے کی
میرزا کو دے کے جاگیریں کئی
پھر جموڑے نے دکھا کر اپنا کھیل
گاہ اپنے کو بنا دیتا نبی!
گاہ بن جاتا خدا کا نورِ چشم
قبرِ عیسیٰؑ دی بنا کشمیر میں
کر دیا منسوخ اُمّت سے جہاد
موت کی ساعت جب آ پہنچی قریب
ابنِ مریمؑ آسماں پر ہیں حیات
ان کا ہوگا حشر سے پہلے نزول
حق کی جانب سے نبی بھیجے گئے
اب جو بنتے بنلاتے ہیں نبی
جن کے سر ہوں اور نہ پاؤں احمقو
جو پھنسا چھوڑیں تمہیں خود جال میں
آ پھنسے تم قہر کے گرداب میں
اب بجز خفت کوئی چارہ نہیں
رہ گیا سارا بکھر کر تار پود!
داستانِ غم اسی پر بس نہیں
برمحل آیا ہے کیا اک شعر یاد

جس نے اک عالم پریشاں کر دیا
اپنا اُلّو اس طرح سیدھا کیا!
کہہ دیا بچّو! ذرا کرتب دکھا!
مات ابلیسِ لعیں کو کر دیا۔!
گاہ اپنے کو بنا دیتا خُدا!
گاہ بن جاتا خدا کی اہلیہ!
ان کے پردے خود مسیحا بن گیا
قادیاں میں حج بھی قائم کر دیا
اپنے پاخانے میں گر کر مر گیا
ان کو خالق نے لیا اُوپر اُٹھا
وہ کریں گے خاتمہ دجّال کا!
سب سے آخر ہیں مُحمّد مصطفےٰؐ
کاذب و دجّال ہیں سب بے حیا
کیا نتیجہ ایسی تاویلات کا۔!
ایسی تحریفات سے کیا فائدہ
ہوگیا عاجز تمہارا ناخدا!
اپنے کرتوتوں کی اب بھگتو سزا!
سر چھپانے کو نہیں ملتی جگہ
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!
حضرت علامہؒ اقبالؒ کا۔!

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھُلا

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

مسائل قربانی

ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے غریب اور قرضدار پر واجب نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر: بکرا، بکری ایک سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسا دو سال۔ اونٹ، اونٹنی پانچ سال، البتہ دنبہ، بھیڑ، مینڈھا، دُنبہ، دُنبی چھ ماہ کا جائز ہے بشرطیکہ خوب موٹا تازہ ہو، اگر ایک سال کے بھیڑ دنبوں میں چھوڑیں تو فرق معلوم نہ ہو۔

- قربانی کا جانور بے عیب ہو۔
- خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔
- کان قدرتاً بالکل چھوٹے ہوں قربانی جائز ہے۔
- پیدائشی سینگ نہ ہوں قربانی جائز ہے۔
- سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے لیکن جڑ سے نہیں ٹوٹے یا خول اتر گیا لیکن اندر سے محفوظ ہے تو قربانی جائز ہے۔
- پیدائشی کان نہ ہوں یا تھے مگر تہائی یا اس سے زائد کٹ گئے، قربانی جائز نہیں۔
- جانور اندھا، کانا یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی ضائع ہو جائے قربانی جائز نہیں۔
- جانور کے ابتدائی دانت نہ نکلے ہوں قربانی جائز نہیں۔
- جانور کی تہائی سے زائد دم کٹ جائے قربانی جائز نہیں۔
- لنگڑا جانور جو تین پاؤں پر چلتا ہو، یا چوتھا پاؤں گھسیٹ کر چلتا ہو، قربانی جائز نہیں۔
- گائے، بھینس، اونٹ میں سات آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں، اگر کوئی اکیلا کرے تو بھی جائز ہے۔
- سُنت ہے جب جانور ذبح کرنے کے لئے رو بقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے۔
- یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ و اشاعت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰ مبلغ، ۵۰ دفاتر و مراکز، ۱۲۰ دینی مدارس ہر وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ جرائد شائع ہو رہے ہیں۔
- صدیق آباد (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں، دو مساجد و سکول اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں، جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے ذمہ داروں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا، وہاں اب مرکز بنانے کا منصوبہ ہے۔

یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور درد مندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان شہر
فون نمبر: ۷۶۳۳۸

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش
کراچی — فون نمبر: ۷۱۱۶۷۱

مسائل قربانی

- اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ

- قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کریں، اندازہ سے تقسیم جائز نہیں۔
- حصہ دار سب مسلمان ہوں، اگر قادیانی یا لاہوری مرزائی حصہ دار ہوگا تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔
- مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے اگر مرزائی نے جانور ذبح کیا، یا اپنی قربانی کا گوشت بھیجا، تو اس کا کھانا حرام ہوگا۔
- قربانی کی کھال یا گوشت ذبح کرنے کے عوض دینا جائز نہیں۔
- قربانی کے جانور کی رسی، زنجیر وغیرہ صدقہ میں دینی چاہیے۔
- ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی نماز فجر کے بعد سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک مقیم لوگوں کے لئے اکیلے یا با جماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز سے ایک دفعہ مندرجہ ذیل تکبیرات کہنا واجب ہے اگر امام بھول جائے تو مقتدی خود تکبیر شروع کر دیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

- یکم ذی الحجہ سے لیکر قربانی سے فارغ ہونے تک قربانی کرنے والا حجامت نہ کرائے تاکہ حج کرنے والوں کے ساتھ مشابہت ہو جائے۔
- نماز عید کے لئے گھر سے نکلیں تو مذکورہ بالا تکبیرات قدرے بلند آواز کے ساتھ کہتے جائیں۔
- ایک راستے سے جائیں دوسرے سے آئیں۔